

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, May 30, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twelve minutes past ten, in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ
مُؤْمِنٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
بِالْحَقِّ وَصُورَكُمْ فَاحْسَنَ صُورَكُمْ وَالِيهِ الْمَصِيرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

ترجمہ: جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے (سب) اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ اسی کی
پہچان بلاشبہ ہے اور اسی کی تعریف (لائق ہے) ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۝ وہی تو ہے جس
نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مؤمن۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, May 30, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twelve minutes past ten, in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ
مُؤْمِنٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
بِالْحَقِّ وَصُورَكُمْ فَاحْسَنَ صُورَكُمْ وَالِيهِ الْمَصِيرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

ترجمہ: جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے (سب) اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ اسی کی
پہچان بلاشبہ ہے اور اسی کی تعریف (لائق ہے) ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۝ وہی تو ہے جس
نے تم کو پیدا کیا پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مؤمن۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو

دیکھتا ہے ۰ اسی نے آسمانوں اور زمین کو مٹی برکت پیدا کیا اور اسی نے تمہاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی پاکیزہ بنائیں اور اسی کی طرف (تمہیں) لوٹ کر جانا ہے ۰ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب جاتا ہے ۔ اور جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو کھم کھلا کرتے ہو اس سے بھی آگاہ ہے اور اللہ دل کے بھیدوں سے واقف ہے۔

جناب چیئر مین۔ جزاک اللہ۔ جی Question hours۔

جناب محمد طاہر برنجو۔ جناب چیئر مین اپوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین۔ ایک منٹ جی برنجو صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

جناب محمد طاہر برنجو۔ جناب کل آپ نے فرمایا تھا کہ یہ ضمنی سوالات کے بارے میں یہاں فیصلہ کریں گے۔

جناب چیئر مین۔ جی ' آج یا جب بھی question hour ہوا ۔ اگر آپ لوگوں کا مجھے تعاون حاصل رہا ۔ ایک سوال پر نارمل تین ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔ اگر بہت اہم سوال ہوا تو پانچ چھ، لیکن میرا خیال ہے اس کو کنٹرول کرنا چاہیے۔

جناب محمد طاہر برنجو ۔ اچھا دوسری بات جناب ضمنی سوالات کے دوران تقریریں نہیں ہونی چاہئیں۔

جناب چیئر مین۔ تو یہ آپ نے صحیح کہا میرا خیال ہے ممبران کو بھی اس پر توجہ دینی چاہیے ۔ سوالات کے دوران تقریر نہیں ہونی چاہیے ۔ سوال پوچھیں ، تھوڑی سی اس پر تمہید تو باندھنی پڑتی ہے ۔ لیکن تھوڑی باندھیں زیادہ نہ باندھیں ۔ زیادہ لوگ ہوتے ہیں کہتے ہیں ' میری تجویز یہ ہے ' میں یہ چاہتا ہوں تو یہ سوال نہیں ہوتا ۔

حاجی جاوید اقبال عباسی ۔ جناب والا! ضمنی سوالات کے دوران تقریر نہیں بلکہ استہانی مختصر انداز میں سوالات پوچھنے جانے چاہئیں ۔ علاوہ انہیں جناب والا ! جو سوالات نہیں آ رہے ان کا کیا کرنا ہے ۔ آیا وہ defer کریں گے یا کیا کریں گے ۔ اس پر آپ کو رولنگ دینی چاہیے ۔

جناب چیئر مین۔ اچھا جی ۔ جی مشیر قانون ۔

Mr. Khalid Anwar: Sir I would submit that the Ehtesab law is coming on today and in view of the importance of the legislation we would welcome an opportunity that the maximum possible amount of time should be given for debate. Bearing in mind time constraints, because the Ordinances are about to expire tomorrow. So I would move sir that question hour be passed over for today under Rule 38 with due respect.

جناب چیئرمین۔ جی اس کا motion move کر دیں۔ موشن آپ کے پاس بنا ہوا ہے۔
- تو move کر دیں۔ جی آفتاب شیخ صاحب۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: I would like to submit that there is a very important urgent question that I moved yesterday. It is short notice question and the answer also has come.

جناب چیئرمین۔ تو اس کا اس طرح کر لیتے ہیں ناں۔ اگر وزیر داخلہ تیار ہیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ انہوں نے یہ جواب دیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ ایک منٹ مجھے عرض کرنے دیں ناں۔ اس طرح کریں گے کہ

I will take it up, in the mean بعد اس کے after we have gone through the debate
time آپ وزیر داخلہ صاحب کو دے دیں۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: We will not get time.

Mr. Chairman: I will make sure that you get time.

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! میری عرض سن لیں۔ ایک منٹ میں بات ختم ہو جاتی ہے۔ جناب والا! یہ سوال جناب کل موصول ہوا تھا۔ آدھے گھنٹے کے اندر اندر اس کا جواب کھ دیا گیا ہے۔ کل وصول ہوا ہے اتنے بڑے سوال کا جواب۔ لیکن ان کی بات جو ہے۔ مجھے ان سے ہمدردی ہے۔ پھر یہ جو اٹھائیس آدمی ہیں یہ پچھلی حکومت کے دوران کم ہوئے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جلوس بھی نکل رہے تھے۔ ان کے بچے باہر رو رہے تھے اور کہہ

رہے تھے کہ ہمارے والدین نہیں مل رہے۔ تو اس سلسلے میں جی ظاہر ہے کہ ان کا پتہ بھی کرنا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ حکومت مکمل طور پر اس چیز کی انکوائری کرائے گی۔ اور پتہ بھی کرے گی کہ ان کے والدین کہاں پر ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب اجمل خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین! یہ مسئلہ جو ہمارے سامنے کل سے ہے اس طرح سے ہمارے ملک کے نوجوانوں کا، بچوں کا گم ہو جانا ایک دردناک مسئلہ ہے۔ اس کو اس طرح سے، آسانی سے ان کے والدین، ان کے لواحقین برداشت نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف ملک کے حالات ایسے ہیں کہ مزید تنہی پیدا کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ تو میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ تجویز میری یہ ہے کہ اس پر مزید بحث مباحثے اور گرما گرمی کے بجائے میں تجویز پیش کرتا ہوں۔ کہ جیسا کہا جا رہا ہے کہ یہ جو گم شدہ لوگ ہیں یہ کسی جیل میں ہیں۔ ان کے لواحقین کا دعویٰ ہے کہ وہ کسی جیل میں ہیں۔ اور انہیں یقین ہے کہ جیل میں ہیں۔ تو اس کا علاج یہ ہو سکتا ہے کہ یہ ہاؤس ایک کمیٹی بنائے اور وہ جس جیل میں چاہیں کہ وہاں ہیں، کمیٹی وہاں جائے اور دیکھے اگر ہوں تو بھی پتہ چلے گا اگر نہ ہوں تو لواحقین کی تسلی ہو جائے گی۔ تو اگر اس معاملے کو ختم کرنا ہے تو اس کا بہترین حل یہ ہی ہے۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, I had a talk with the Leader of the House on this issue and he has very kindly consented that yes, a small committee may kindly be formed on this issue and then we can go. There is no point in debating this issue here in the Upper House of the Parliament, unless you have some facts and figures. Now, I am grateful to the Minister for Interior, who said that he will hold inquiry in this matter and find out, but this proposal, I had brought to the notice of the Leader of the House and he has very kindly consented that yes we will form a short committee, a small committee to go into this matter. So I will request that he has said yes and has come just now from Senator Ajmal Khattak, this may very kindly be considered.

جناب چیئرمین۔ آپ اس طرح کریں ناں اگر آپ کا آپس میں ایگریمنٹ ہے تو آپ

وہ موشن بنالیں by cosent, at the end of the day I will put it before the House and that the House decides.

جناب آفتاب احمد شیخ - جناب موشن تو ہے ناں میرے پاس۔

Mr. Chairman: No at the end of the day, first let us take up the legislation, at the end of the day after and through with the legislation, I will take up this motion. In the mean time by consent

وہ draft کر لیں راجہ صاحب بھی بیٹھے ہیں وزیر داخلہ صاحب بھی بیٹھے ہیں

If you are agreed, there should be no problem, you prepare a motion then if it is with the consent of the House then we will have no problem.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: O.K, sir.

جناب چیئرمین - جی جناب لاہ ایڈوائزر صاحب، آپ کے پاس موشن ہے

for suspension of question hour.

SUSPENSION OF THE QUESTION HOUR

Mr. Khalid Anwar: I beg to move under Rule 236 of the Rules of Procedure of the Senate that the requirements of Rule 38 regarding Question Hour be dispensed with.

جناب چیئرمین - جی اس پر بحث نہیں ہوتی جی sorry please بیٹھ جائیں جی،

بلیز بیٹھ جائیں۔

It has been moved by the Law Advisor under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 that the requirements of Rule 38 regarding Question Hour be dispensed with and the questions and answers were

today be taken as read and placed on the table of the House.

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: The Question Hour stands suspended. Now Leave Applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین - مولانا عبدلستار خان نیازی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 30 مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین - جناب اسلام الدین شیخ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 26 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین - پروفیسر ساجد میر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 23 اور 30 مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

Messages from the National Assembly

Mr. Chairman: We have received two messages from the National Assembly which I will read before the House. The first message is that in pursuance of Rule 122 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, the National Assembly has informed us that the National Assembly has passed the the Suppression of Terrorist Activities, Special Court

Amendment Bill 1997 on the 28th of May, 1997. The second message again is from the National Assembly under Rule 122 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, they have informed us that the National Assembly has passed the Ehtesab Bill 1997 on the 29th of May, 1997.

motion

جی legislative business جی آپ move کریں گے

Legislation

Ehtesab Bill

جناب گوہر ایوب خان - جی sir

جناب چیئرمین - جی

Mian Raza Rabbani: Sir, I would oppose.

then you can oppose it, then جی ان کو move کرنے دیں

I will hear you on this.

Mian Raza Rabbani: Sir, before he moves it,

If you want to put the motion جی نہیں move کریں گے

before the House, I will hear you and whoever wants to speak.

Mian Raza Rabbani: All right sir.

جناب چیئرمین - جی جناب۔

Mr. Gohar Ayub Khan: Mr. Chairman ! I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirement of Rule 110 of the said Rules in respect of the Bill to Eradicate Corruption and Corrupt Practices from Public Offices (The Ehtesab Bill, 1997), be dispensed with.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Gohar Ayub Khan, Minister Incharge of Law, Justice, Human Rights and Parliamentary Affairs that under Rule 236 of the Rules of Procedure and conduct of Business in the Senate 1988, that the requirement of rule 110 of the said Rules in respect of the Bill to Eradicate Corruption and Corrupt Practices from Public Offices (The Ehtesab Bill, 1997), be dispensed with. You are opposing this.

Mian Raza Rabbani: Opposed.

جناب چیئرمین - جی گوہر ایوب صاحب آپ پہلے فرما دیں۔
why do you want. (مداخلت)

جناب چیئرمین - does not matter ایسا کوئی رول نہیں ہے کہ میں ان کو بات کرنے سے روکوں۔ جی گوہر ایوب صاحب 110 rule of suspension why do you want

Mr. Gohar Ayub Khan: Mr. Chairman, the basic requirement and the request that we are making

(interruption)

Mr. Chairman: He is just going to tell us why he wants suspension of rule 110.

اس کے بعد پھر آپ بولیں گے اور اس کے علاوہ اگر آپ کی کوئی اور موشن کمیٹی وغیرہ میں جانے کے لئے ہے تو وہ بھی دے دیں۔

میاں رضا ربانی۔ وہ بھی دے دیتا ہوں۔

Mr. Chairman: Yes, Mr. Gohar Ayub Khan, just briefly tell us that why do you want suspension of rule 110.

Mr. Gohar Ayub Khan: Mr. Chairman, thank you very much. Sir, why are we asking for suspension, is that the ordinance expires tomorrow and we

have got a very short period. And if it expires tomorrow and this is not passed into law then all the people who have been arrested under the Ehtesab Ordinance will have to be released. I think, apart from ruling party, the opposition, independents and all the other parties would be interested in ehtesab and would not like something like this to happen. It would be in the interest of reinforcing the ehtesab process that had been started right from the previous government, also like the caretaker government and this one, while the ordinance came along, that this be passed today sir. This was the basic requirement, if the ordinance lapses then everybody will have to be released.

Mr. Chairman: OK. Yes Raza Rabbani. You are opposing this.

اب اس پر اگر آپ نے کوئی کمیٹی کی موش دی ہے تو would you like to speak separately on the motion?

Mian Raza Rabbani: Sir, we would like it to be all combined, consolidated.

Mr. Chairman: I think, that will be better. Please give that motion also. Now, the procedure we will follow is that you will speak on both motions and then at the end of the debate I will put them separately in accordance with the rules. Mian Raza Rabbani Sahib. Please speak.

میاں رضا ربانی۔ جناب چیئرمین صاحب! عموماً میں اپنی گفتگو شروع کرنے سے پہلے ہمیشہ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے فلور دیا لیکن اس بار مجھے اپنی روایت سے ہٹنا پڑے گا اور میں آپ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا کیونکہ آج اس بل کی صورت میں احتساب کا جنازہ نکل رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہو گا کہ میں اس وقت آپ کا شکریہ ادا کروں جب یہ حکومت احتساب کا جنازہ اتنے دھوم دھام کے ساتھ نکال رہی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب!

I stand today on behalf of the opposition to wash our hands off this Ehtesab

Bill which has been moved by the government. At the very outset, I want to make it abundantly clear that we in the opposition and Pakistan Peoples Party believes in the concept of accountability. We believe in the concept of ehatesab but we believe in that concept when it is bipartisan. When it does not have the tinge of political victimization and that is why we moved the ehatesab bill, the accountability bill during our last tenure in government. And we went even a step further, we gave to accountability the cover of the constitution. I would now, sir very briefly first touch upon the reasons that have been given by the learned minister incharge. He has said that this bill or ordinance is to lapse tomorrow on the 31st and that is why the urgency is there. You would recall sir that this House and the National Assembly came into session on the 5th and the government was very well aware of the fact that this ordinance is to lapse on the 31st but yet they did not on purpose bring this ordinance because the basic intention was that it had to be bulldozed and they wanted both their own members, their coalition partners and the opposition not to have any time whatsoever to debate on it.

جناب میٹرین ! ان کو اس بات کا علم تھا۔ آج وہ وزیر موصوف کھڑے ہو کر بڑے proudly کہتے ہیں کہ جی یہ ordinance کل lapse ہو رہا ہے۔ 5 تاریخ سے لے کر کل تک حکومت کیا سو رہی تھی کہ انہوں نے اس بل کو بل کی شکل نہیں دی۔ لیکن وہ اس کو نہیں لے کر آئے۔ کل نیشنل اسمبلی میں اسی وقت اس بل کو move کیا گیا اور کسی کو اس بات کی اجازت دیئے بغیر کہ وہ بل کو پڑھ بھی سکیں، انہوں نے اس بل کو نیشنل اسمبلی کے اندر bulldoze کیا۔ یہ ایک نہایت اہم بل ہے، یہ لوگوں کے بنیادی حقوق کے اوپر ایک قدغن لگاتا ہے لیکن اس کے باوجود انہوں نے کسی کو اتنی مہلت نہیں دی کہ وہ اس بل کو دیکھ سکیں، جانچ سکیں یا پڑھ سکیں۔ وہاں پر bulldoze کرنے کے بعد اس حکومت کی یہ روایت بن گئی ہے کہ رات کے اندھیرے میں جس طرح ان کے political mantle نے، ضیاء الحق نے رات کے اندھیرے میں شب

خون مارا تھا ، اسی طرح یہ پارلیمنٹ کی بالا دستی کے اوپر بھی شب خون مارتے ہیں اور رات کے اندھیرے کے اندر یہ بل کو نیشنل اسمبلی سے سینٹ کو transmit کرتے ہیں اور اگلے دن صبح صبح سینیٹرز کو کہتے ہیں کہ آپ بغیر پڑھے ہوئے ، آپ بغیر دیکھے ہوئے ، آپ بغیر ترامیم move کئے ہوئے ، آپ بغیر بل پر غور و غوض کئے ہوئے ، اس بل کو پاس کر دیں۔ انہوں نے جناب والا ایک نئی ریت پارلیمانی تاریخ کے اندر 'of blind legislation' اندھی legislation کی انہوں نے ایک نئی ریت ڈالی ہے جو بغیر غور و غوض کے اس ایوان کے ذریعے یہ bills and ordinances منظور کئے جاتے ہیں۔ پارلیمنٹ کی تاریخ میں ایسا کبھی بھی نہیں ہوا ، جناب والا ! suspension of rules آپ کی discretion سے ہوتا ہے۔ یہاں آج احتساب بل کا جنازہ نکل رہا ہے ، یہ حکومت احتساب کا جنازہ نکال رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا مجھے ایک اور بات پر سخت افسوس ہے ، مجھے ایک اور بات پر سخت تشویش ہے کیونکہ اس سے اس ہاؤس کا تقدس بھی پامال ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ آپ کو ایک ایسی embarrassing position میں لا کر کھڑا کرتے ہیں ، وہ آپ کو ایک ایسی no go والی situation میں لا کر کھڑا کرتے ہیں کہ ہم اور تمام دنیا اس بات پر پریشان ہے کہ کیا وہ وسیم سجاد جو قانون اور اس ہاؤس کا ، جو قانون اور rules کا پاسبان تھا ، جو اس ہاؤس کے قانون اور rules کو—

(interruption)

جناب چیئرمین۔ میں اب بھی پاسبان ہوں۔

The decision is to be taken by the House, I have only allowed the motion to be moved.

Mian Raza Rabbani: But they put you in such an awkward position.

Mr. Chairman: No, No. I am in no awkward position, it is upto you. I think you poeple are in a more awkward position.

Mian Raza Rabbani : I fear that day and I dread that day and I hope that day never comes in the history of Pakistan when Gohar Ayub, Soomro

and Wasim Sajjad are bracketted together. That will be a black letter day in the parliamentary history of Pakistan because one has the distinction of having the 12th Amendment passed in 12 minutes. The other has the distinction of bulldozing all forms of legislation without any consideration whatsoever and then, there is Wasim Sajjad who always allowed debate, who always referred bills to the Standing Committees so that good legislation can come. I hope sir, that day doesn't come when you have to stand in their line.

Mr. Chairman: As I had said, I have allowed the motion to be moved, the decision is to be taken by the House and by you people, so I am in no awkward position, I can assure you.

Mian Raza Rabbani: Sir, before I come on to the bill, I think it is very necessary to very briefly dilate a little on what is the history of the Ehtesab Bill and how.

Mr. Chairman: No, I take it, you are clubbing the two motions together.

دوسرا موئن آ گیا ہے میرے پاس -

Mian Raza Rabbani: Sir, I am clubbing the two. It is just coming, it is under typing by that I will finish.

Mr. Chairman: O.K.

Mian Raza Rabbani: Sir, how has the concept of Ehtesab or accountability, how it has come about in the Third World countries is again a question on which there can be a lot of debate. It actually originates because the Western markets feel that they are being deprived. Sir, it actually comes from the concept that western companies and markets feel that they are being deprived

of the markets of Asia, for the simple fact that companies and firms in Asia are more competitive in terms of pricing than the west. Therefore, in order to have their markets here they feel or a perception has been created that the companies of the east grease the palms of the people in power in third world countries. In order to protect their markets, in order to make Asia the dumping ground of European goods the concept of Ehtesab has been trumpeted throughout the third world, to show the natives, to show that old concept of colonialism which maintained that the natives are corrupt or illiterate, they can not govern themselves, therefore, this concept of blaming the leadership, the political leadership of third world countries by maligning them has come into existence but I will not dwell on that at great length at this stage. Sir, on the 23rd of September, 1996, the President of Pakistan, and this is how the ball starts rolling, the President of Pakistan sent two messages to the National Assembly and the Senate of Pakistan and these messages dealt with the question of corruption. The President in the message said that the Opposition and the Government of the time should sit down and consider the laws that were enforced at that time, that was Presidential Order No.16 and 17, and he felt that this was not fair legislation and he thought that the Mohtasib should take over the role of Ehtesab and he suggested various amendments in the Mohtasib's Act which required a constitutional amendment and he also suggested that the prosecution should be done by him. From there sir, the matters were discussed in the National Assembly and in the Senate and during that period the Opposition moved an Ehtesab Bill, then our Government was dismissed and on the 18th November, the Caretakers issued the Ehtesab Ordinance of 1996. That Ehtesab Ordinance was subsequently amended probably on the 17th of January whereby the question of

bail was brought into tighter control and a few other amendments were made and then this Ordinance was repromulgated on the 1st of February 1997 and now it is before us today as it expires tomorrow and they want to change it into an Act of Parliament. Now sir, I would like to place in juxtaposition, the concept of the Pakistan Muslim League, when it was in Opposition that was yesterday and the concept of Muslim League when it is in Government that is today. So, let us see the yesterday and today of the Pakistan Muslim League on the question of Ehtesab and let us see how double standards are being implied by the Pakistan Muslim League. How people on their side of the divide are being protected by the Ehtesab Bill. How a deliberate effort is being made to keep the Prime Minister and his colleagues out of the ambit of Ehtesab. We, at that time also said, the Prime Minister of that time also said, on the floor of the National Assembly that let the Ehtesab process begin from me(her) but it is most unfortunate that today a deliberate attempt is made in the Bill to keep the period of the present Prime Minister out.

Sir, let us see the Bill that they had moved, when they were in the opposition. Sir, first of all you would see that the Ehtesab Bill, that had been moved by them, it was known as the Ehtesab (Accountability) Commission, means a Commission. One proviso of this is very interesting and here again, why I am reading out this, is to show how even at that time they were playing the farce of accountability by keeping themselves out of its ambit. It says, "Public Representative means a person holding or has held any of the offices since 6th of August, 1990, as a public representative of the Federal and Provincial level." Thereby meaning, sir, that the period of Mian Nawaz Sharif as Chief Minister of Punjab by starting the Ehtesab process from 6th of August, 1990,

was deliberately excluded from the ambit of Ehtesab at that time.

Then, sir, let us go a little further and we see that what do they mean by "Wafaqi Mohtasib", the word "Wafaqi Mohtasib" in that Act had been defined means Mohtasib appointed under Article 3 of the establishment of the office of the Wafaqi Mohtasib (Ombudsman) Order 1983. At that time, sir, the definition of corrupt practices were deliberately excluded, loan defaulters deliberately excluded, utility bill defaulters deliberately excluded, tax evaders also. A list of the leading defaulters, in bank loans published by the State Bank of Pakistan, was placed on the floor of the National Assembly and if you go through that list, it clearly shows that the majority of the people were from that side of the divide and therefore, a deliberate attempt was made, at that time also and a deliberate attempt has been made again this time, to exclude bank loan defaulters, utility bill defaulters and tax evaders from the ambit of the Bill. Then, sir, another very interesting thing that was present

جو ایک بار پھر یہ بات ثابت کرے گی کہ یہ کس طرح اپنے آپ کو اور اپنے دور اقتدار کو اعتبار کے عمل سے دور رکھنا چاہتے تھے اور وہ جناب سیکشن 4 ہے اس بل کا۔ سیکشن 4 میں کہا جاتا ہے کہ

a public representative or a public servant shall be liable to be prosecuted till the expiry of a period of two years

So, for a period of two years from his ceasing to be a public representative or a public servant۔ سال کی

یعنی جس وقت یہ بل move ہوا۔ تو مطلب یہ ہوا کہ میاں نواز شریف کا وہ دور جو انہوں نے بحیثیت وزیر اعظم پاکستان گزارا تھا اس کو بھی اعتبار کے عمل سے دور کر دیا گیا۔ اس بل سے وہ دور 'چیف منسٹری' کا، وہ بھی اعتبار کے ambit سے نکل گیا، وہ دور جو پرائم منسٹری کا تھا وہ بھی اعتبار کے ambit سے نکل گیا، تو پیچھے بچا کیا سوانے جو غریب لوگ بچے، باقی جو بڑے لوگ تھے وہ تو سارے کے سارے نکل گئے اس ambit سے۔ جناب اب جو میں شق اس بل کی میں پڑھنے لگا ہوں، نہایت اہم ہے۔ یہ اہم اس لئے

ہے کہ اس وقت پی ایم ایل (ن) کا سارا زور اس بات پر تھا کہ جناب قیامت ٹوٹ پڑے گی۔
 احتساب کا جنازہ نکل جانے گا۔ احتساب کا concept ختم ہو جائے گا اگر کسی بھی طرح یہ شبہ پڑا
 'اگر کسی بھی طرح یہ ہو آئی اس بات سے کہ اس کے اندر حکومتی مداخلت ہے۔ کہ اس کے اندر
 کسی بھی طرح یہ شبہ پیدا ہوا کہ یہ کسی ایک پارٹی کی اس بل کے اندر مداخلت ہے تو یہ پورے کا
 پورا ڈھانچہ احتساب کا جو ہے یہ پھک کر کے گر جائے گا۔ لہذا انہوں نے یہ کہا کہ ایک
 independent کمیشن بنے اور آج کے بل میں آپ دکھیں کہ کس طرح چیف احتساب کمشنر کے
 دفتر کی اور چیف احتساب کمشنر کی independence کی اس بل میں دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔ جب یہ
 بل انہوں نے موو کیا تو انہوں نے کہا کہ investigation بھی جو ہوگی وہ ایک independent
 body کرے گی اگر کہیں ایف آئی اے اس investigation میں شامل ہوگئی تو وہ
 partison ہو جائے گا۔ وہ victimisation ہو جائے گی۔ اگر کسی حکومتی اہلکار کو اس میں شامل
 کیا گیا تو قیامت برپا ہو جائے گی ' احتساب کا عمل ختم ہو جائے گا۔ لہذا اس میں کہا گیا کہ
 احتساب کمیشن جو ہے وہ اپنی تحقیقاتی کمیشن بنائے گا اور وہ احتساب کمشنر کون تھا ' وہ سینئر
 سیف الرحمن نہیں تھا ' احتساب سیل نہیں تھا ' جس کو انہوں نے اب قانونی تحفظ دیا ہے۔ تین مہینے
 بغیر کسی قانونی تحفظ کے احتساب سیل کام کرتا رہا۔ تین مہینے لوگوں کو بلا کر مارچ کیا گیا تاکہ
 وہ وعدہ معاف گواہ بنیں۔ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کو ایف آئی اے کا سیف ہاؤس بنایا گیا۔ تین
 مہینے بغیر کسی قانونی تحفظ کے اور یہ بات کرتے ہیں قانون کی ' یہ بات کرتے ہیں بالادستی آئین
 کی ' یہ بات کرتے ہیں بالادستی پارلیمنٹ کی۔ جناب والا یہ double standards آپ دکھیں یہ ہے
 ان کے بل کی

Section 5 -Preliminary hearing by the Wafaqi Mohtasib: Any person may file a
 complaint with the Wafaqi Mohtasib for misconduct by a public representative
 or a public servant alongwith the documents if any substantiating the offence
 of misconduct and the security deposit of Rs.10,000/-

یہ اس وقت کی بحث آپ نکال لیں انہوں نے یہ کہا کہ یہ دس ہزار ہم اس لئے رکھ رہے ہیں کہ
 frivolous complaints نہ آئیں اور آج یہ کہتے ہیں کہ کوئی frivolous complaint ایک پرچی
 کے اوپر لکھا ہوا complaint کسی کا بھی ہو اس کو ایف آئی آر treat کیا جائے یہ ان کے

بل کے اندر تق موجود ہے۔ جناب اس کے بعد یہ کیا کہتے ہیں۔

Sub-section (2) the Wafaqi Mohtasib may take up suo moto a case of misconduct ..

Mr. Chairman: Are you referring to the present Bill or the previous Bill?

Mian Raza Rabbani: Sir, I am right now reading from the previous Bill and trying to draw a comparison. I will be coming to the present Bill.

Sub-section (2) Sir, the Wafaqi Mohtasib may take up suo moto, a case of misconduct already registered under any law or otherwise coming to his notice against the public representative or a public servant and proceed to deal with it under this Act to the exclusion of others.

اب جناب جو سب سے زیادہ اہم بات ہے جو نچوڑ ہے اب میں اس پر آتا ہوں کہ انہوں نے sub-section (3) کے اندر کیا کہا اور اس کی juxta position میں اب کا بل جو ہے وہ کیا کہتا ہے یہ اس بل میں فرماتے ہیں

That the offence of misconduct shall be non-cognizable, neither a first information report shall be registered by the Police, nor the Police or any other agency under law shall have any authority to investigate the offence of misconduct.

نہ پولیس اور نہ کوئی اور ایجنسی 'قانون کے تحت بھی جو ایجنسی بنی ہو' اس کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ تحقیقات کرے misconduct کے خلاف offence of misconduct or arrest نہ وہ arrest کر سکتی ہے any public representative or public servant or its own accord except in the manner hereinafter provided اور وہ manner کیا تھا کہ اعتبار کثرت جو ہے وہ investigate کرے گا، اس کی اپنی ایک ٹیم ہوگی اور اس investigation کے بعد اگر وہ اس ہانکو محسوس کرتا ہے کہ ضروری ہے تو وہ arrest کے وارنٹ جاری کرے گا۔ یہ طریقہ کار تھا جو

انہوں نے اس وقت رکھا تھا کہ ایک totally independent body ہوگی۔ وفاقی حکومت سے اس باڈی کا کوئی تعلق نہیں ہوگا لیکن آج اس احتساب بل کے اندر جو احتساب کمشنر ہے He has been made a lamb duck, the Ehtesab Commissioner has been made a hostage at

the hands of the Ehtesab Cell, the Ehtesab Cell which will move at the whims

and fancies of the Prime Minister of the time. میں آپ کو benefit of doubt بھی دیتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ نواز شریف صاحب political victimization نہیں کریں گے۔ نواز شریف صاحب کسی کو victimize نہیں کریں گے یہ بات الگ ہے کہ اصغریٰ کو انہوں نے جیل میں مروا دیا، پریشر ڈال ڈال کے کہ تم approver بن جاؤ۔ یہ بات الگ ہے کہ واجد شمس الحسن کو اس کی بیماری کے باوجود جیل میں رکھا جا رہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ تم approver بن جاؤ۔ لیکن ان تمام باتوں کو قطع نظر رکھتے ہوئے، ان تمام باتوں کو ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے میں کہتا ہوں کہ نواز شریف صاحب جو ہیں وہ بڑے اچھے آدمی ہیں وہ اس میں political victimization نہیں کریں گے۔ چلیں میں یہاں تک جاتا ہوں کہ نواز شریف صاحب پانچ سال اپنے پورے کریں گے حالانکہ آمار نہیں ہیں لیکن چلیں We are playing a game of hypothesis تو یہ hypothesis بھی کر لیں کہ وہ پانچ سال اپنے پورے کریں گے اس کے بعد کیا ہوگا۔ جناب کوئی اور آدمی آئے گا تو وہ اتنا نیک پاک اور شریف اگر نہ ہوا میں صاحب کی طرح تو پھر جو اس دور کے کارنامے ہیں ان کا کیا ہوگا۔ جناب اس کے بعد انہوں نے مزید کہا اس کے اندر، Sub Section 5. The Wafaqi Mohtasib may, if he

considers necessary, establish a separate investigation agency for effective

discharge of his duties under this Act. یہ تمام کی تمام وہ شقیں ہیں جو میں پڑھ اس لئے رہا ہوں کہ یہ show کروں کہ انہوں نے اس دور میں ایک independent احتساب کمیشن کی بات کی تھی۔ وفاقی حکومت کی grudges کے بغیر لیکن آج کا جو بل ہے اس کا تمام تر انحصار جو ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کے اوپر آکر بیٹھتا ہے۔ اسی طرح جناب آپ دیکھیں

Sub Section 7. If the Wafaqi Mohtasib is of the opinion that there is a prima facie case for the prosecution of a Public Representative or a Public

Servant, it may name and direct any agency or any Police Officer to investigate the case and submit the challan for trial by the Ehtesab Commission within such time as may be prescribed. The said agency or the Police Officer shall have no power to get the accused, representative or a Public Servant discharged except with the permission of the Wafaqi Mohtasib. The Wafaqi Mohtasib shall take decision within three months.

اور جناب اس کے بعد I come to the اعتبار کمیشن۔ یہ اعتبار کمیشن کو جس کو یہ تمام تر powers دیئے تھے، یہ الگ بات ہے کہ اس سے میں agree کروں یا نہ کروں کیونکہ وہ بھی ایک attempt تھی superior judiciary کے powers کو curtail کرنے کے لئے لیکن پھر آپ دیکھیں کہ انہوں اعتبار کمیشن کے لئے کیا کہا انہوں نے کہا that the President of Pakistan with the concurrence of Prime Minister, the then leader of the opposition in the

National Assembly جو اب Leader of the Opposition نہیں ہے and the Chief Justice of the Supreme Court of Pakistan shall appoint an Ehtesab Commission consisting of one serving Judge of the Supreme Court of Pakistan as Chairman

یہ تمام کے تمام اختیارات

were to be exercised by a not, by Senator Saif-ur-Rehman, but by two or more serving or retired Judges of the Supreme Court or High Court. This was the Commission that was to carry out the concept of Ehtesab according to them and what do they do today, that is before you. Sir now and I would also like to refer you to the most important part and the statement of objects and reasons of that bill. This is the old bill, it says in the 4th line, in these statutes he is talking about P.Os. 16 and 17, in these statutes the federal government retained all powers. I repeat sir, it is an irony of fate and this bill was signed by Raja Sahib, this bill was moved by Raja Sahib. I am sure today he is most uncomfortable but

he is bound by his party discipline because I know that he is an honourable man and he cannot in six months change his views and he says that in these statutes the federal government retained all power as the said statutes were generally used to victimize the Opposition. This is the crunch of what they said at that time and today, look at the realities in this bill. Sir, after placing this before you, I now turn to the present piece of legislation, if at all it can be called legislation. A bill which usurps the basic fundamental rights enshrined in the Constitution cannot be termed as good legislation. A bill which smacks a political victimization cannot be called good legislation. A bill that cries out from each and every word used, printed and drafted in it that I am there to act as guilty on the opposition, cannot be called good legislation. A bill which from every corner calls out and says that I am being promulgated to protect certain vested interests and certain families cannot be called good legislation.

It is most unfortunate that the Parliament of Pakistan is being used as a rubber stamp. It is most unfortunate that which even the pen of a military dictator would be ashamed to own, today is being given the sanctity of a rubber stamp of Parliament. We in the opposition at least can not be a party to this, we in the opposition at least are not prepared for historians to write that we were a party to such legislation. Sir let us see Section-2 of this Bill, it says, 'it shall apply to the holders of public office since the 6th day of November, 1990.' Let us look sir, at the Bill which they moved, I then pilot that Bill, I then moved that Bill, they moved that Bill, the Law Ministry moved that Bill, the Parliamentary Secretary moved that Bill in the National Assembly before it was referred to the standing committee and what did Section-2 of that Bill say, 'it shall apply to the holders of public office since the 31st day of December, 1985.' A bill moved by

them two days ago, it was moved only two days ago, I am not talking now of the Ehtesab Bill they moved, when they were in the opposition, I am talking about the Ehtesab Bill that they moved two days ago in the National Assembly. In that the cut off date for Ehtesab is 85, but all of a sudden, it goes to the committee, people start talking and they say

1995 he says, go back to صرف سے all of a sudden 85 (اوئے اے کی کیا ای مروا دتا ای) 1977, let the process of accountability begin from 1977. Our hands are clean, we

want the people of Pakistan to know 'ڈاکو کون ہے، لٹیرا کون ہے۔ فیصلہ ہونے دیں آپ۔ کیوں آپ اس بات کو روکنا چاہتے ہیں۔ پہلے خود آپ 85ء کی بات کرتے ہیں۔ دو دن پہلے، پھر اب کہتے ہیں کہ نہیں 85ء میں نہیں ہو گا۔ (مروا دتا ای) 80ء کر ریاں ایں توں 90ء تے چل۔) 90ء پر آگئے۔ اور وہاں پر آپ کی نیشنل اسمبلی جو ہے 'وہ بس ٹھیک ہے جی۔ 90ء پر جانے دو۔ جناب والا! یہ کیا مذاق ہے۔ اپنے آپ کو protect کرنا ہے تو اور بہت سے طریقے ہیں۔ یہ بل تو آپ نے ایسا بنایا ہے کہ اس میں آپ کا تو کوئی آدمی انشا اللہ آئے گا نہیں۔ تو گھبرانا کس بات کا۔ کم از کم ایک facade تو رستے دیں لوگوں کے لیے۔ لیکن وہ بھی ان کو نہیں چاہتیے۔ جناب پھر ذرا آگے چلیں۔ آگے ایک نئی چیز جو بل انہوں نے دو دن پہلے move کیا۔ اس میں definition کو آپ اٹھا کر دکھالیں۔ سیکشن ۲، کہیں پر آپ کو سیکشن ۲ کے اندر احتساب سیل نام کی کوئی چیز نہیں ملے گی۔ دو دن پہلے کی یہ بات ہے جناب۔ یہ بل نیشنل اسمبلی میں move ہوتا ہے۔ احتساب سیل کا کہیں نام و نشان نہیں ہے اس بل کے اندر۔ لیکن یہ بل کمیٹی کو refer ہوتا ہے اور بد قسمتی میری کے دو دن پہلے پریس کانفرنس میں نے کی اور اس میں میں نے کہا کہ legal cover کیا ہے احتساب سیل کا under what provision of law is the Ehtesab Cell functioning? کون سا provision of law ہے کہ اس کے تحت احتساب سیل کام کر رہا ہے کہ آپ نے چیف احتساب کمشنر کو side track کر دیا ہے۔ آپ نے چیف احتساب کمشنر کو ایک post office بنا دیا ہے۔ تو جناب احتساب سیل جو اس کی definition اس بل میں آ جاتی ہے اور اب دیکھیں کہ احتساب سیل ہے کیا؟ جناب والا! Sub Section-E, Chairman of the Ehtesab Cell is a person who has now been made parallel to the Chief Ehtesab Commissioner'.....

بلکہ parallel سے بھی میں کہوں گا کہ He is a much higher کیونکہ آسے آپ چل کر دکھیں گے کہ جہاں پر pardon کی بات کی گئی ہے وہاں پر چیف احتساب کمشنر کو پہلے وفاقی حکومت کی approval لینا پڑے گی کہ جناب یہ آدمی approver بن رہا ہے اس کی غاصی پٹائی ہو گئی ہے یہ تیار ہے لیکن پہلے وفاقی حکومت منظوری دے گی ۔ احتساب سیل منظوری دے گا تو پھر وہ بنے گا۔ یہ دیکھیں Chairman Ehtesab Cell, means a person either holding a full time salary post as such or a part time post with no entitlement to salary or

allowances تاکہ وہ disqualification سے بچ جائیں۔

whose name is notified thereunder with the authority to appoint members of the Ehtesab Cell, with the authority to nominate members of the Ehtesab Cell. What is this if this is not a Cell to witchhunting. then what is this, under the direct control of the Prime Minister? Where is the concept of independence, where is the concept of that Commission which was to be headed by a serving judge of the Supreme Court of Pakistan?

آگے چلیں جناب والا ! Ehtisab Cell. Ehtesab Cell means a Cell set up by the Federal Government وہاں پر aims and objects کے اندر کہا کہ فیڈرل گورنمنٹ کا عمل دخل بہت ہے۔ صدر صاحب نے 23 ستمبر کو جو message بھیجا اس نے کہا کہ وفاقی حکومت کا عمل دخل بہت ہے اس سے tinge of colour ملتا ہے۔ احتساب میں اس colour کو ختم کرنا ہے bipartisan احتساب ہونا چاہیئے لیکن یہاں پر Ehtisab Cell is to be set by the Federal

Government for the purposes of investigating and enquiring the offences under this Act. وفاقی حکومت investigate کرے گی۔ ایک parallel FIA بنا دی گئی ہے کہ وہ investigate کرے اور وہاں پر کہا گیا کہ investigation میں کوئی استجسی، حکومتی قانون کے تحت جو بھی بنی ہو وہ investigation کے اندر عمل دخل نہیں کرے گی۔ یہ کمیشن جو ایک بیج کی سربراہی میں کام کر رہا ہے یہ investigation کا کام خود کرے گا۔ یہاں پر وزیر اعظم کا دفتر investigation کرے گا۔ یہ کس قسم کا احتساب ہے جناب یہ کون سا انصاف ہے جو یہ بات کر رہے ہیں کہ ہم احتساب بل لے کر آئے ہیں۔ آج انہوں نے یہاں سے احتساب کا

جنازہ اٹھایا ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ۔

if you look at the weather outside today, also sir, you see that the skies themselves are dark. The clouds are ominous and they are signifying the lull before the storm. Because they came on the concept, they rode the wind of accountability and today they themselves are murdering the concept of accountability. Today they themselves have buried the concept of accountability in Pakistan.

Sir, I would then take you further to section 3 of the bill. In section 3 of the bill as well once again,

اپنے آپ کو بچانے کے لئے اپنے حواریوں کو بچانے کے لئے loan defaulters کا نام و نشان نہیں ہے ' loan defaulters کا دور دور تک ذکر نہیں ' utility bills defaulters کا دور دور تک ذکر نہیں۔ وہ شاید اس لئے کہ ایک منسٹر بجلی چوری کرتے ہوئے پکڑی گئی tax evaders کا دور دور تک ذکر نہیں کہ جی ان کو بھی اس ambit سے باہر رکھا جائے کیوں کہ یہ ہمارا مسئلہ بنے گا۔ اور پھر جناب والا! جو bail کے لئے انہوں نے قدغیں لگائی ہیں لیکن وہ bail کی قدغیں جو ہیں ان کا تو کچھ رونا ہی نہیں ہے ' آپ آگے جب چلتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ that is a mild provision in this Act, that is a saving grace in this Act بہت power تو کورٹ کے پاس ہے کہ وہ bails grant کر سکتی ہے under certain circumstances تو اس پر میں اتنا dwell نہیں کروں گا کیوں کہ that has been overshadowed by the heinous provision that follows in this Act. Sir, I now take

you to Section 14, this is new section that has been provided لے provide کی گئی ہے کہ محتسب ہو گیا ہے۔ اب محتسب وہ بات نہیں کر رہا جو Chairman of the Ehtesab Cell اس کو کہہ رہا ہے کہ بھٹی فلاں کو بند کرو، فلاں کو release کرو، فلاں کا کیس process نہیں کرنا، فلاں کے کیس کو جلدی کرو تو اس کو بھٹا تو سکتے نہیں ہیں، بھٹائیں گے تو بدنامی ہوگی تو کیا کیا جائے۔ تو اس کے لئے legal brains بیٹھے ہیں اور سوچا کہ سب سے بہترین چیز یہ ہے کہ اس کو پھنسی پر بھیج دیا جائے، کہا جائے کہ بھٹی

you are not playing our ball game, you are not arresting the people of Pakistan Peoples Party because there is no case against them but we want them arrested, you are not harrasing the opposition, we want them harrassed, you are processing a reference against Ch. Sher Ali who is a relative of the Prime Minister, we don't want that, you stop that, he says no, I am not going to do that, so they say, all right, with all your perks you go on leave and when you go on leave, we will appoint a man of our own choice.

جناب! Acting Chief Ehtesab Commissioner یہ کبھی آپ نے سنا ہے

Acting Chief Ehtesab Commissioner, at any time, when the Chief Ehtesab Commissioner is absent or unable to perform the functions of his office due to any other cause, the Federal Government shall, who shall, the Federal Government

پہلے احتساب کمشنر کو کون appoint کرتا تھا President لیکن یہاں پر بھی انہوں نے اس کو ختم کر دیا ہے کہ بھئی یہ بھی تیری power گئی۔ 58(2)(b) کے تحت تو گئی اور یہ بھی تیری پاور گئی۔ تو پہلے President, Prime Minister, Leader of the Opposition in the

National Assembly and Chief Justice of Pakistan, Chief Ehtesab Commissioner کو appoint کرتے تھے اب Acting Chief Ehtesab Commissioner کو فیڈرل گورنمنٹ appoint کرے گی یعنی سری جناب خالد انور صاحب بنائیں گے، دستخط جناب وزیر اعظم صاحب کریں گے اور اس کی appointment ہو گئی اور یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ وزیر اعظم تک جانے گا یا خالد انور صاحب ہی سری بنائیں گے یا نہیں یا ان کے لاء سیکریٹری بنا دیں گے

and that will be the end because the word is 'Federal Government'. So the Federal Government will appoint the Chief Ehtesab Commissioner, where is the independence of the Chief Ehtesab Commissioner gone if he is to be appointed by the Federal Government? What accountability are they talking about? What farce of accountability are they talking about, sir? And I am sure, they are all men

of conscience, they are all very honourable men over here, there are some very very learned advocates on that side of the floor and I am sure their souls must be turning and twisting, I am sure they must not be at peace with themselves when they see this type of legislation. Sir, let us go further this is only the tip of the ice-burg, let us go farther, it says in Section 15, let us go to Section 15, Sub-section (3) where the Chief Ehtesab Commissioner is of the opinion that as the case may be necessary to initiate proceedings on a reference complaint or on his accord, as the case may be, shall refer the matter to the Ehtesab Cell for enquiry.

یعنی پہلے the Ehtesab Commissioner was to carry out the preliminary enquiry, اب اس کی command پر ساری ایجنسز تھیں۔ اب انہوں نے کہا ہے کہ نہیں you are dignified post office, GPO of Pakistan تمہارے پاس درخواست آئی تم اس پر صرف کھو گئے for enquiry CEC اور مختف بھی اس کا وہی رکھا ہے، چیئرمین احتساب سیل CEC he will refer it to the Ehtesab Cell 'اب احتساب سیل کیا کرے گا۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں، جو فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت ہے وہ اگر witch hunt نہیں کرے گا تو اور وہ کیا کرے گا Independence, enquiry کی کہاں گئی، کہاں گیا ان کا اپنا بل جو انہوں نے as Opposition move کیا تھا۔ کہاں گیا وہ بل جو انہوں پر پوسٹل نیشنل اسمبلی میں move کیا تھا، جس میں انکوائری جو ہے وہ چیف احتساب کمشنر کیا کرتا تھا۔ یہ احتساب سیل کہاں سے بیچ میں آ گیا۔ جناب والا! آگے چلیں۔

Subsection (4) the responsibility for enquiring into or investigating an offence alleged to, have been committed under this Act, shall rest on the Ehtesab Cell, to the exclusion of any other agency or authority and the cell shall be required to examine all material, means they have taken on the role of the court now. The court is also ousted of its jurisdiction because they will do everything, will examine all material, evidence and proof and for this purpose may cause the

attendance of any person .

جناب کر کیا رہے ہیں۔ پرائم منسٹر سیکریٹریٹ کو آپ ایک investigating agency کا دفتر بنا رہے ہیں۔ کل کو آپ کسی بھی ایک آدمی کو کہیں کہ جناب آپ اٹھ کے یہاں پر آ جائیں اور میں نے آپ کو summon کیا ہے اور وہاں پر آپ اس کو اپنے پاس بٹھائے رکھیں۔ جناب والا!

just look where is the independence of the enquiry going to be that they can summon any citizen of Pakistan without assigning any reason , just because they don't like my face, they can say that you come for the investigation and they can hold me there.

Sir, what is this, and it further goes on to say that " provided that the Ehtesab Cell may require the assistance of any agency, police officer or other officials if it so deems fit". Then sir, let us go further , it does not end here. What happens afterwards, Sub-section (6) on the conclusion of the enquiry and investigation, indicating that the matter may require a reference to the court , it shall be the duty of the Ehtesab Cell to communicate to the Chief Ehtesab Commissioner, his appraisal of the material and evidence in the form of a reference to him.

یعنی ریفرنس بھی یہ بنائیں گے ، investigate بھی یہ کریں گے ، evidence بھی یہ shift کریں گے ، ریفرنس بھی یہ بنائیں گے اور واپس بھیج دیں گے ، کس کے پاس ، جی پی او کے پاس ، پوسٹ آفس کے پاس ، عتاب کمشنر کے پاس why don't you scrap the Ehtesab Commissioner totally اس کے بعد۔

Then all he has to do is again mark it to the Ehtesab Cell and that is the end of the matter.

ہام کا ہام محورا چیف عتاب کمشنر کو بٹھا کر اس بل کے اندر عتاب سیل کو بنا دیا گیا ہے۔ اور وہ عتاب سیل ، فیڈرل گورنمنٹ ، پرائم منسٹر کے تحت کام کرے گا۔ یعنی اس کی independence ختم۔

This is accountability by the PML(N) of the Opposition, for the Opposition.
Political victimization turned into Law.

جناب آگے چلیں،

Section 16, where a reference is made to the Chief Ehtesab Commissioner under sub-section (6) of Section 15, that is above, such a reference shall be deemed to be an information recorded under 154 of the Court.

چیف ایف آئی آر بن گئی۔ آگے چلیں جناب۔ The Chief Ehtesab Commissioner shall have powers to direct that the accused shall be arrested and the case referred to

the court for trial in accordance with law. پہلے بھی وہ arrest کرتے اب یہاں پر ایک Chief Ehtesab Commissioner power کو دے دی کہ جی ٹھیک ہے، آپ trial شروع ہونے سے پہلے، کورٹ کے پاس کیس جانے سے پہلے، آپ بندے کو اگر arrest کرنا چاہتے ہیں تو آپ arrest کر لیں۔ وہ جیل میں پڑا رہے پھر اگر کورٹ feel کرے کہ جناب اس کے خلاف کوئی کیس نہیں ہے یا sufficient evidence نہیں ہے تو کورٹ پھر bail grant کرے، وہ اتنے دن جو ہے وہ جیل میں سڑے ان کی بلا سے۔

جناب چیئرمین، نہیں ایف آئی آر تو اب ریکارڈ ہوگی ناں after the reference under 16 اس کے بعد ہی arrest کا معاملہ آئے گا۔

میاں رضا ربانی، نہیں جناب اس سے پہلے جو investigation ہو رہی ہے اس میں آپ دیکھیں ابھی کیا ہو رہا ہے۔ بلاتے ہیں، بٹھاتے ہیں۔

جناب چیئرمین، بلانا بٹھانا تو علیحدہ بات ہے۔

میاں رضا ربانی، جناب وہ احتساب تو اور بن چکا ہے۔

جناب چیئرمین، اس سے یہ نظر آتا ہے کہ arrest اس سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ اس

سے نظریہ آتا ہے کہ before this FIR, he cannot be arrested.

میاں رضا ربانی، جناب in practical جو رہا ہے وہ یہ ہے کہ

In the days of Prince John and the Shariff of Nottingham, they had more civility

when he used to call people for investigation than what is going on now in the Ehtesab Cell. Then, sir, it further goes on. This takes the cake. This takes the cake what I am about to read now. They talk about supremacy of judiciary. They talk about the separation of judiciary from the executive. Why were judicial magistrates created? The concept of creating judicial magistrates was that they would be out of the influence of the executive. But what do you have over here? In sub-section (4) of Section 16, where the holder of a public office or any other person accused of an offence under this Act, is arrested under the orders of the Chief Ehtesab Commissioner and is produced before a judicial magistrate who is under the supervision of the courts, who is under the supervision of the High Court. What do they say? What will happen? This is the intention of this Government, it wants to circumvent the judiciary. It wants to take away the powers of the judiciary. It has no respect of the judiciary. It says that, "he is produced before a judicial magistrate for police custody under Section 167 of the Code, such magistrate may authorise his detention in such custody for a term not exceeding 14 days as a whole. But he shall not, the law says, "but he shall not", this is a dictate of the Government that judiciary, you will not exercise your discretion, that judiciary from today your wings are being clipped.

تمہارے پر جو ہیں وہ کاٹے جا رہے ہیں۔

but shall not be authorised to release him on bail with the consent of the Chief Ehtesab Commissioner.

جناب یہ کورٹ ہے یا کورٹ کا مذاق اڑا رہے ہیں کہ کورٹ جیسے تو اپنی discretion استعمال نہ کرے اور پھر adding salts to the injury کہتے ہیں کہ اگر کرنی ہے تو جیسے ہماری اجازت لو۔ یہ بل تو جوڈیشری کے پرچے اڑانے کے مترادف ہے۔ victimisation کی حد ہے۔ جناب والا! آگے چلیے۔ آگے ایک novel provision ہے اور novel provision ہے سیکشن 18۔ جناب جیٹرمین !

آپ سیکشن 18 ملاحظہ فرمائیں۔ یہ سیکشن کیا کہتا ہے۔ میرے پاس تو جناب چیئرمین ! العاطف ختم ہو رہے ہیں کہ میں کیا کہوں۔ جناب چیئرمین ! سیکشن 18 دیکھیں کہ کیا کہتا ہے Tender of pardon to complainant: Notwithstanding anything contained in the court in the

the goody part case of an offence punishable under this Act. شروع ہوتا ہے

آپ جناب چیئرمین ! پڑھیں یہ کیا کہتے ہیں۔ "At any stage of investigation or inquiry the Chief Ehtesab Commissioner may" یعنی یہاں پر بھی چیف احتساب کمشنر کو اپنی discretion استعمال نہیں کرنے دی جا رہی ہے کہ approval ملے گی یا نہیں ملے گی۔ یہاں پر بھی کہہ رہے ہیں کہ تم اس کا فیصلہ نہیں کرو گے۔ اس کا فیصلہ کون کرے گا؟

" may, with the approval of the Federal Government, with a view to obtaining the evidence of any person, supposed to have been directly and then it goes on.

یعنی یہاں پر بھی احتساب کمشنر

has been made sub-servient to the whims, fancy, capricious wishes of the Federal Government of Pakistan, on the question of an approval. Mr. Chairman, where are they leading us? Why don't they say

کہ جناب احتساب کمشنر ختم۔۔۔ بہت کھیل لیا احتساب سے۔ اب یہ ہمارا سیل ہے۔ اس میں جس کی گردن فٹ ہو گئی، ہو گئی۔ اس قانون کی، قانون کے مذاق بنانے کی judiciary کی insult کرنے کی، کیا ضرورت ہے۔ جناب چیئرمین ! آپ دیکھیں اور آپ دیکھیں I Sir, then I that at every stage the Ehtesab Commissioner آپ دیکھیں come to Section 20.

has been made sub-servient to the Federal Government, at every stage کہیں پر This is, بھی چیف احتساب کمشنر کو اس کو یہ discretion نہیں دی گئی کہ وہ اسے act کرے۔۔۔ power of the Chief Ehtesab Commissioner to seek assistance اس کا proviso آپ kindly دیکھ لیں۔

Provided that in any case in which a serious question of banking secrecy with wider implication is raised that Chief Ehtesab Commissioner shall

first consult the Federal Government...

یعنی وہاں پر بھی اگر وہ کہے کہ میں احتساب کے بنک اکاؤنٹ کو دیکھنا چاہتا ہوں تو پہلے وہ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس آئے گا، میاں صاحب کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ کیا میں آپ کے بنک اکاؤنٹ دیکھ سکتا ہوں۔ تو وہ کہیں گے کہ نہیں۔ تو یہ کہے گا اچھا جناب۔ بس یہ ریفرنس ختم، مک مکا، جناب والا ہر جگہ پر ہر قدم پر احتساب کمشنر کو یا سیل کے تابع بنایا گیا ہے یا فیڈرل گورنمنٹ کے۔ وہ concept of independence جو ہے وہ تو ختم ہو گیا۔

In the end Sir, I have taken up quite a bit of your time and I am grateful for your indulgence, in the end I would just say that place the two Bills or three Bills in juxtaposition, the Bill that they moved when they were in the Opposition, the Bill that they themselves moved two days ago.

جناب چیئرمین ! دو دن پہلے ابھی اس بل کے اوپر دھول بھی نہیں پڑی۔ ابھی اس بل کے اوپر خالد انور صاحب کے دستخطوں کی سیالی بھی نہیں سوکھی ہوگی کہ ایک تیسرا بل جو ہے وہ آ جاتا ہے۔ ان تینوں بلوں کو juxtaposition میں دکھیں۔ ایک وزیر کو word جمناسٹک use کرنے کا بڑا شوق ہے۔ میرا خیال ہے اگر وہ یہاں پر جمناسٹک دکھیں کہ ان کی جماعت نے یہاں تین دفعہ قلابازیاں کھائی ہیں تو وہ جمناسٹک کا لفظ نہیں استعمال کریں گے۔ جناب والا آخر میں میں ایک جملے میں کہوں گا کہ یہ بل جو ہے یہ سراسر accountability کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ یہ بل جو ہے یہ سراسر political victimization کے لئے بنایا گیا ہے اور اس بل سے 'میں آج آپ کو یہ بات بتا رہا ہوں اور تاریخ اس بات کی گواہی دے گی کہ آج پاکستان میں concept of accountability جو ہے وہ ختم ہو چکا ہے کیونکہ concept of accountability ایک بہت sensitive چیز ہے۔ اگر اس میں ذرا سا بھی شبہ کسی بھی سلیکشن آف سوسائٹی کو پڑ جائے کہ یہ fair اور transparent accountability نہیں ہے۔ تو وہ concept جو ہے وہ سicks لئے چلا جاتا ہے اور اس بل سے شبہ نہیں اس بل سے روز روشن کی طرح یہ بات عیاں ہے کہ یہ bank loan defaulters, utility bills defaulters, tax evaders کو بچانے کے لئے اور بالخصوص ۱۹۹۰ سے پہلے جو دھاندلیاں ہوئی ہیں۔ ان کو بچانے کے لئے یہ بل جو ہے لایا گیا ہے۔ میں ایک بار پھر آپ کا نہایت شکر گزار ہوں۔ That you have been so indulgent with me

and given me this opportunity. Thank you Sir.

جناب چیئرمین۔ اس جانب سے جناب اجل خانک صاحب۔

جناب محمد اجل خان خٹک۔ جناب چیئرمین شکر! میں اب سے پہلے بولنے کے لئے کھڑا ہوا تھا لیکن میرے ساتھیوں نے اور اس پاؤس کے دوسرے ممبران نے مجھے کہا کہ مشورہ کریں۔ تو مشورہ کرنے کے بعد میں نہ صرف اپنی پارٹی کی بلکہ کچھ اور سینئرز کی رائے کی ترجمانی کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ میرے بعد بھی کچھ سربراہان بولیں گے۔ سب سے پہلے تو میہ کوں کہ بنیادی بات یہ ہے کہ جیسے میاں محمد نواز شریف صاحب بار بار کہتے رہے ہیں۔ صدر مملکت بھی بار بار کہتے رہے ہیں۔ ملک کے دانشور بھی بار بار کہتے رہے ہیں کہ ملک کو ایک اچھی حکومت کی ضرورت ہے۔ میں اس میں اضافہ کروں کہ اچھی حکومت عوام کی رائے سے بنے ہوئے اچھے پارلیمنٹ کے ذریعے سے ہی بن سکتی ہے اور چل سکتی ہے۔ اس لئے اگر پارلیمنٹ کی رائے کو نظر انداز کیا جاتا رہا یا پارلیمنٹ کے ساتھ کھیل کھیلے جاتے رہیں تو اچھی حکومت کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو گا۔

(ڈیک بجائے گئے)

دوسرا نکتہ ہے انتخاب۔ انتخاب کے مسئلے پر میری پارٹی کا موقف پورے ملک کو معلوم ہے۔ یہاں تک جب پہلے میرے لیڈر خان عبدالولی خان نے کہا کہ انتخاب ہونا چاہیے۔ تو آج تک تختی لکھنے والے کالم نگاروں اور ملک کی حقیقتوں کو سامنے نہ رکھنے والے سیاستدانوں نے کہا کہ ولی خان انتخاب سے گریز کر رہے ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ آج وہ سب لوگ پہلے انتخاب کا اور بعد میں انتخاب کا نعرہ لگا چکے ہیں۔ انتخاب اس ملک میں بہت ضروری ہے۔ بلکہ تحریک نجات میں چیئرمین صاحب! لوگوں نے کسی شخصیت کی چمک دھمک سے ووٹ نہیں دیا۔ مسلم لیگ کو اگر یہ فخر ہے کہ مسلم لیگ کو ووٹ ملا ہے۔ ہم اس کے ساتھی ہیں۔ ہمیں خوشی ہے کہ ملک نے اس کو اتنا بھاری مینڈیٹ دیا۔ لیکن یہ مینڈیٹ ملک بھر میں گھوم گھوم کر کے انتخاب اور انتخاب کو ووٹ دیا گیا ہے۔ انتخاب ہوا اب انتخاب کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ عوام اس کو سمجھتے ہیں۔ ہم انتخاب چاہتے ہیں۔ کیسا انتخاب؟ ہمارا نکتہ نظر ہم نے بار بار جلسوں میں بھی کہا ہے کہ جب تک کنوئیں میں مردہ کتا پڑا ہے اس وقت تک اس کنوئیں کا پانی صاف نہیں ہو سکتا۔ جب تک

اس ملک میں پاکستان بننے کے بعد سے ایک مخصوص عمران ٹوہ بیرونی قوت اور دولت کے ذریعے سے عوام کے حقوق چھینتا رہا ، ملک کو لوٹا رہا ، بداعتدایوں اور بدعنوانیوں کے ڈھیر لگاتا رہا ، اور لگاتا رہا ہے ۔ جب تک اس کو صاف نہیں کیا جاتا یہ ملک آپ لاکھ کوشش کریں ترقی خوشحالی اور استحکام کی طرف نہیں بڑھ سکتا ۔ اور اس کو صاف کرنے کے لئے پہلے دن سے احتساب ضروری ہے ۔ جو بھی ہو ، مگر کنویں سے مردہ ، مردار کتا نکلنے کے لئے صاف ستھری پارٹیاں چاہئیں ۔ گندی پارٹیوں سے صفائی نہیں ہوگی ۔ احتساب کرنا ہے تو احتساب کے صاف ستھرے قانون سے احتساب کریں ۔ جس میں یہ باتیں ہوں اس سے آپ صحیح احتساب نہیں کر سکیں گے ۔

جناب والا! ہم سخت سے سخت احتساب چاہتے ہیں ۔ ہم میاں صاحب کی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ احتساب کا قانون ، احتساب کے راستے میں رکاوٹ ہے ۔ میاں صاحب کی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ راستے میں قانون کے کچھ دفعات رکاوٹ ہیں ۔ اور وہ رکاوٹیں بھی دور ہونی چاہئیں ۔ اور سخت سے سخت قانون بننا چاہیے ۔ مگر قانون بنے تو قانون سازی کے تسلیم شدہ جمہوری ، آئینی شریعتہ طریقوں سے بنے ۔

میں نے اس سے پہلے بھی کہا اگر ہمارے دوستوں کی آنکھوں میں مصلحت کی وہ بات نہ ہوتی تو اس دن سے یہ بل لے آتے ۔ آج اس کا چوتھا دن ہوتا تو یہ جو شکوے ہو رہے ہیں یہ نہ ہوتے ۔ ہم باہر گئے ہم کچھ بیچ کا راستہ نکلنے کی باتیں کر رہے تھے ، ہمارے ساتھی بھی نہیں ملتے تھے ، دوسرے ساتھی بھی نہیں ملتے تھے انہوں نے کہا کہ کب تک ملتے رہیں گے ۔ تو یہ چیزیں نہ ہوتیں ۔ لیکن خدا کرے کہ کانوں سے مصلحت کی روٹی نکلے ورنہ یاد رکھیں کہ پاکستان خاموش انقلاب کے بعد ایک اور انقلاب کی طرف بڑھ رہا ہے جس کا نام کیا ہو گا میں اس وقت نہیں کہہ سکتا ۔ تو ہم اس بل کو ، احتساب کے بل کو لانے کے حق میں ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ آج ملے مگر اس کے طریقہ کار میں کبھی بھی فریق بننے کے لئے اس طرح تیار نہیں جس طرح حکومت فریق ہے ، کیا کرتے ہیں ، آخر میں آپ دیکھیں گے ۔ کیوں جناب چیئرمین ، ہم سینٹ کے ممبر بھی ہیں لیکن اس کے علاوہ حلیف جماعتیں ہیں ، حلیف ہیں ، پھر اے این پی ہے ۔ انہوں نے بڑے سے بڑے سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے تک پورے پاکستان میں لاکھوں کی سیٹج پر کہا ہے کہ ایے این پی ہمارا مضبوط بازو ہے ۔ آج اس بل میں ہم سے مشورہ نہیں کیا گیا کہ یہ کس طرح بل لایا جا رہا ہے ۔ ہم وعدہ خلاف نہیں ہیں ۔ یہ کہا جاتا ہے ۔ وعدہ خلافی کوئی کتا نہیں

ہے کہ آگے پیچھے بھونکے ، دوسری بات بل لانا ہو تو تمام ہاؤس کا ہر معزز ممبر فائدہ ہے اپنے لوگوں کا ، ان کو موقع دیا جاتا ، یہ سب چلتے ہیں کہ اعتبار ہو اور صحیح ہو ، صحیح اور صحیح بل کے ساتھ ہو ، ان کو موقع دیا جاتا۔ رات بارہ بجے نا معلوم کس چور نے آ کر ہمارے کمرے میں بل پھینک دیا ہمیں آج تک اس کے پڑھنے کا موقع نہیں ملا ، اس پر کیا رائے دیں اور جب رائے نہیں دیتے تو اگر گھر میں ، بدگمانی میں ، جب ایک دفعہ کسی کو ہاتھ دے دیتے ہیں تو ہاتھ وہ کاٹتا ہے۔ ہم ہاتھ نہیں کھینچتے ، اس کی رسی ہمارے گھر میں نہ ہوتی تو آپ آج دیکھتے کہ ہم اس بل کے کیسے پر پٹھے اڑاتے۔ ہم سے کہا جاتا ہے کہ lapse ہو رہا ہے کیوں ہو رہا ہے۔ آپ کی غفلت سے ہو رہا ہے۔ غلط نہ ہوں آپ کی نالائی سے ہو رہا ہے۔ آج کتنے دن ہوئے اگر lapse ہونے کا خطرہ تھا تو پہلے دن لے آتے۔ آپ اپنا کام ہم سے کراتے ہیں ، یہ کیا حکومت ہے ، کیا قانون ہے ، ہمارے مشیر صاحب پاکستان بھر کے مشہور ترین وکیل ہیں ، قانون دان ہیں ، میں سمجھتا ہوں جتنا کچھ انہوں نے وکیل بن کر کمایا ہے وہ دو تین دن میں ، آپ خوش نہ ہوں ، وہ سب آپ نے بار دیا ہے ، آپ مانیں یا نہ مانیں۔ یہ کوئی بات ہے کہ اتنے بڑے وکیل ، تین منٹ میں دو بل پاس ہوں۔ دنیا کے کسی قانون میں یہ ہے۔

بہر حال اس میں جو تبدیلیاں لائی ہیں اس کے بارے میں ہم کیا کہیں ہمیں بل دکھایا ہی نہیں گیا۔ بہت زیادہ ہو تو پھر وہی کہوں گا کہ ہم نے ابھی فیصلہ نہیں کیا۔ ہم نے اخبار میں پڑھا ہے کہ ہماری طرف سے کچھ ایسے الفاظ بھی کل استعمال ہوئے ہیں پشاور میں۔ جو ہوئے ہیں ، ہم اس کے بعد دیکھیں گے ، اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ کر فیصلہ کریں گے کہ بل کے بارے میں ہم بھی کیا الفاظ استعمال کریں۔ آخر میں اب صرف یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ بل lapse ہو رہا ہے اور ان چوروں کو فائدہ مل رہا ہے یا ان لوگوں کو فائدہ مل رہا ہے جو پکڑے گئے ہیں تو اس کے لئے ہم فیصلہ کریں گے کہ اس بل کے راستے میں رکاوٹ نہ بنیں لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بل جو لوگ پیش کر رہے ہیں ، اس کی تمام خرابیوں کے نتائج کے ذمہ دار وہ ہوں گے۔ ہم ان نتائج میں ان کو جتا دینا چاہتے ہیں کہ ان کی تمام ذمہ داری ان پر ہو گی۔ میرے یہ الفاظ کافی تھے اور میں اس پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جناب شیخ صاحب جیلے راجہ اورنگ زیب صاحب کو بولتے

دیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحی صاحب پھر آپ کی باری ہے۔

راجہ اورنگ زیب۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں اس بل کے متعلق صرف چند ہی الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں گا۔ جہاں تک اس بل کا تعلق ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت نے اس بل میں ترمیم کر کے اور اس میں چند دفعات شامل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ان سرکاری ڈاکوؤں، ان سرکاری لیٹروں اور ان سرکاری چوروں کے خلاف کڑا احتساب کرنے کے لئے کوششیں کر رہی ہے، جنہوں نے اس ملک کی دولت کو، اس ملک کے غریب عوام اور ٹیکس دینے والے لوگوں کو لوٹا، ان لوگوں کو جنہوں نے اپنی جائز آمدنی میں سے اس قوم کی ترقی، اس ملک کی ترقی کے لئے ٹیکس ادا کئے، اور وہ لیٹریے اور چور جنہوں نے غریبوں کے ٹیکسوں سے ادا شدہ ان رقوم کو ناجائز استعمال کر کے، بے جا استعمال کر کے لوٹا اور آج اس ملک کی جو معاشی حالت ہے وہ آپ سے اور مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جناب والا! میرے دوست جو میرے دائیں طرف تشریف فرما ہیں، انہوں نے اس بل پر کڑی نکتہ چینی کی ہے تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک طرف تو آپ احتساب احتساب کی رٹ لگائے بیٹھے ہیں اور دوسری طرف جب ہم احتساب کرتے ہیں تو آپ ہمارے راستے میں دیوار بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک کی لوٹی ہوئی دولت ان لیٹروں سے واپس نہ لی جائے اور کیا یہ بات ملک اور قوم کے مفاد میں درست نہیں ہے۔ لیکن جناب والا! میرے دوست یہ کہتے ہیں کہ احتساب 1990 سے کیوں ہو رہا ہے۔ میں تو اس حق میں بھی ہوں کہ 1990 تو غیر 1990 ہے، یہ 1970 سے کیوں نہ ہو۔ ان کا احتساب کیوں نہ ہو جنہوں نے اس ملک کو توڑا ہے، جنہوں نے اس ملک کو ختم کیا ہے۔ ان کا بھی احتساب ہونا چاہیے۔ جناب والا! قوم کی دولت تو بڑی معمولی بات ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اس ملک کو توڑنا بہت بڑا المیہ اور سانحہ ہے۔ میرے دوسرے دوست اور ساتھیوں نے یہ کہا ہے کہ جناب میاں نواز شریف صاحب نے ووٹ لئے اور وعدے کئے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ ہمارے دستور کا حصہ ہے۔ ہم نے یہ قوم سے وعدہ کیا تھا، جب ہم الیکشن میں گئے اور ہم نے یہ قوم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم اس ملک کی لوٹی ہوئی دولت جو بیرونی ممالک میں سرے محل کی شکل میں اور سویٹزرلینڈ کے خزانوں میں جو یہاں سے سرکاری چارٹرڈ جہازوں میں بمبوں میں بند کر کے ڈالے گئے تھے، ہم ان کو واپس لانے کے لئے یہ بل لائے ہیں۔ اگر میرے ان بھائیوں کو اس بات کی تکلیف ہے کہ ان کے قاعدین نے اپنے دور اقتدار میں اس ملک کو لوٹا، اس ملک کے خزانے کا

ستیاس کیا تو آج جب ہم احتساب کر رہے ہیں اور وہ بیچ بیچ کر کہہ رہے ہیں کہ یہ بل غلط ہے اس بل میں یہ ہونا چاہیئے اس بل میں وہ ہونا چاہیئے۔ میں ان سے یہ وعدہ کرتا ہوں اور ان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ آپ دیکھتے جائیں کہ ہماری حکومت ان چوروں اور لیٹروں کے لئے جو آج یہ بل لا کر کٹرا احتساب کرنا چاہتی ہے، ہم انشاء اللہ تعالیٰ قوم کو بتا دیں گے کہ ہم احتساب میں fair ہیں اس میں کوئی انتہائی کارروائی نہیں ہے اور اس میں وہی لوگ ملوث ہیں جنہوں نے اس قوم کی دولت کو لوٹا ہے اور آج ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں جنہوں نے گاجریں کھائی ہیں۔ آج گاجروں والے بول رہے ہیں کیونکہ ان کو یہ تکلیف ہو رہی ہے کہ وہ پیسہ واپس آئے گا وہ قوم کا پیسہ ہے اس قوم کی دولت ہے اس ملک کی دولت ہے۔ جناب چیئرمین صاحب میں لمبی بات نہیں کروں گا میں صرف انقلاب کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ ہمارا یہ ملک انقلاب کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے فضل و کرم سے میاں نواز شریف کی قیادت میں اس ملک میں سبز انقلاب آچکا ہے، اسلامی انقلاب آچکا ہے۔ ہمیں اللہ کی راہنمائی حاصل ہو (آمین)۔

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر عبدالحی بلوچ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ مجھے اس اہم احتساب بل کو پیش ہونے سے پہلے کچھ گزارشات کا موقع عطا فرما رہے ہیں۔ جناب چیئرمین۔ لیکن اب کافی تفصیل سے arguments آگئے ہیں، آپ وہ بات کریں جو پہلے نہیں آئی۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ جناب والا! اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو نہیں بولوں گا۔ میں ایک پارٹی کا نمائندہ ہوں، ہمارا ایک نقطہ نظر ہے، اب ظاہر ہے repetition تو ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ نہیں نہیں میں آپ کو اجازت دوں گا، آپ کا حق بنتا ہے، یہ اہم بل ہے آپ ضرور بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ بہت مہربانی جناب۔ میں بلوچستان نیشنل موومنٹ کے ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے اس معزز ایوان میں یہ عرض کروں گا کہ احتساب ضرور ہونا چاہیئے اور ہر سطح پر ہونا چاہیئے، زندگی کے ہر شعبے میں ہونا چاہیئے۔ مگر اس کا جو طریقہ کار ہے، جس طرح سے

موجودہ حکومت نے رات بارہ بجے تک قومی اسمبلی میں احتساب کے بل کو پیش کیا اور آج ہمارے سامنے اس کو پاس کرنے کے لئے پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ احتساب بل نہیں ہے بلکہ جو ماضی کی ہماری سیاست میں ایک روش ہے، جس کو میں victimization کہتا ہوں، چاہے وہ political victimization ہو، چاہے وہ معاشی victimization ہو، چاہے وہ بیوروکریٹک victimization ہو۔ یہ victimization جو ہے یہ ہمارے ہاں ایک پرانا سلسلہ چلا آ رہا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ یہ کرپشن کا مسئلہ ایک قومی مسئلہ ہے، یہ کوئی ایسا سیدھا سادھا مسئلہ نہیں ہے، اور جس انداز سے اس قومی مسئلے کو ایک بل کی شکل میں لانا چاہیئے تھا وہ طریقہ کار اختیار نہیں کیا گیا۔ مثلاً میری نظر میں پہلے ہی دن سے، جیسے ہی یہ دونوں ہاؤس 5 یا 6 تاریخ سے اجلاس کے لئے بل لئے گئے تھے اسی وقت انہیں یہ بل پیش کرنا چاہیئے تھا۔ یہ ہمیں کہتے ہیں کہ یہ 31 کو lapse ہو رہا ہے، یعنی تو آپ اس کو اس سے پہلے کیوں نہیں پیش کر سکتے تھے، کوئی مشکل تو نہیں تھی، کوئی مسئلہ تو نہیں تھا، آپ کے پاس بہت وقت تھا۔ آپ اگر 5 یا 6 تاریخ سے قومی اسمبلی یا سینٹ میں رکھتے تو اس بل کو عوام تک پہنچنے کا بھی موقع ملتا، اخبارات تک پہنچنے کا بھی اس بل کو موقع ملتا اور وہ سیاسی جماعتیں جن کی نماندگی اسمبلی میں نہیں ہو رہی ہے، ان کو بھی پڑھنے کا اور سمجھنے کا موقع ملتا، دانشور حضرات، قلم کار اس پر کچھ لکھتے اور جو سیاسی جماعتیں پارلیمنٹ کے اندر نہیں ہیں ان کو بھی سمجھنے کا موقع ملتا اور دانشوروں کو بھی موقع ملتا بلکہ ہم جو پارلیمنٹ کے ممبران ہیں ان کو بھی پڑھنے کا موقع ملتا۔

جب آپ نے احتساب کرنا ہے تو یہ قومی مسئلہ ہے۔ اس پر کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ یہ حکمران غلط کہتے ہیں کہ کوئی بچتا پایا رہا ہے۔ سب چاہتے ہیں کہ احتساب ہو۔ مگر جب اس کا طریقہ کار صحیح نہیں ہو گا تو لوگ مشکوک ہو جائیں گے۔ میں ابھی سے آپ کو کہہ رہا ہوں کہ میں نے کل قومی اسمبلی میں بھی وہ تقریر سنی۔ اس تقریر میں پارلیمانی سیکرٹری بول رہا تھا۔ میرے جیسے ایک ادنیٰ کارکن کو بھی اس میں استقام کی بو آ رہی تھی۔ ایک آدمی کا نام لیتے ہیں۔ کیا یہ ایک آدمی کرپشن کر گیا ہے اس ملک کے اندر۔ ایک آدمی کے کرپشن کی وجہ سے ملک تباہ ہو رہا ہے۔ اس نے ضرور کرپشن کی ہے۔ میں مانتا ہوں۔ یا ایک بیوروکریٹ جس کا تعلق PPP سے ہے اس نے کیا ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری کو داد دیتا کہ اگر وہ مسلم لیگ میں جس نے کرپشن کیا

ہے، ان کا بھی کسی کا نام لیتا۔ جو بیوروکریٹ مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں ان کا بھی نام ہوتا۔ یہ تو عجیب انداز ہے۔

دوسری بڑی بات جو میں نے قومی اسمبلی میں محسوس کی کہ ایک ممبر جو سرکاری پارلیمانی پارٹی سے تعلق رکھنے والا ہے، نے کہا کہ ہمیں بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا ہے۔ اسمبلی میں اس نے کہا۔ آج ہمارے وہ ساتھی جو عمران پارٹی کے اتحادی ہیں قابل احترام جناب اعلیٰ خٹک صاحب نے ایوان میں کہا ہے کہ ہمیں بھی اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ میں حیران ہوں کہ نہ اپنی پارلیمانی پارٹی کو اعتماد میں لیا گیا اور نہ اپنے اتحادیوں کو اعتماد میں لیا اور نہ قوم کے دوسرے لوگوں کو اعتماد میں لیا گیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ آپ ایک سیاسی جماعتوں کی کانفرنس بلائے۔ دانشوروں کی کانفرنس کرنی چاہیئے تھی۔ تمام ان پارٹیوں کا جو اسمبلی میں موجود ہیں، چاہے ان کا تعلق حزب اقتدار سے ہے یا حزب اختلاف سے، ان سب کی آپ مینگ کرتے۔ ان سب کے ساتھ مشاورت کرتے۔ اگر واقعی آپ اعتبار چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی ڈھکی بھچی بات ہے کہ آپ اس کو اس انداز سے پیش کر رہے ہیں کہ وہ خود ہی مفلوک ہو گیا ہے۔ یہ اعتبار نہیں ہے بلکہ حقیقتاً یہ پھر وہی سلسلہ repeat ہو رہا ہے۔ تاریخ اپنے آپ کو پھر دہرا رہی ہے کہ ہم نے اب تک ماضی سے سبق نہیں سیکھا ہے۔ ابھی تک ہم صرف انتقام، انتقام ایک بد بخت لفظ چاہتے ہیں۔ نہ ہم ادارے مضبوط کرنا چاہتے ہیں اور نہ سیاست کو یہاں جمہوری انداز سے چلانا چاہتے ہیں۔ نہ ہم پارلیمنٹ کی sovereignty کو چاہتے ہیں اور نہ ہم معیشت کو غریب عوام کے لئے بہتر کرنا چاہتے ہیں۔ نہ ہم مہنگائی اور بے روزگاری کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ نہ ہم ملک کی لوٹی ہوئی دولت کو عوام کے لئے واپس لانا چاہتے ہیں۔ اس میں اس قسم کا کوئی طریقہ کار نظر نہیں آ رہا ہے۔

میری گزارش یہ ہے کہ کرپشن اس ملک کے اندر ایک جگہ پر نہیں ہے۔ سیاست میں، معیشت میں، ملازمت میں، کاروبار میں، تجارت میں، ملاوٹ میں، ذخیرہ اندوزی میں اور زندگی کے ہر شعبے میں کرپشن ہے۔ سب سے بڑا کرپشن اس ملک کے ساتھ یہ ہوا ہے کہ ہمیشہ ملک کے ۱۲ کروڑ عوام کے سیاسی اور معاشی حق پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔ ہمیشہ ان کا حق ان سے پھینکا گیا ہے۔ آج بھی یہی صورت حال ہے۔ کتنے دستور اس ملک میں دیئے گئے ہیں ۱۹۵۶، ۱۹۵۸، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۸۵۔ جو بھی عمران آیا ہے اس نے اپنی مرضی کا آئین دیا ہے اور اپنی مرضی کی حکومت بنائی ہے۔ ڈنڈے کے زور پر اور غیر جمہوری انداز سے۔ جس طرح کا آئین چاہا انہوں نے بنایا اور اس پر عمل

آئینہ برحاکم اور ہر آمر نے اپنا آئین دیا اور اس پر لیل لگا دیا کہ عوام، عوام، عوام اور دوسرا لیل
 اسلام، اسلام، اسلام۔ یہ واحد ملک ہے دنیا کا کہ جہاں سیاسی مخالفین کو غدار تک کہا گیا۔ غدار کی
 لفظ صرف اس ملک میں ہم نے دیکھا ہے کہ جو حکومت وقت سے اختلاف کرے وہ غدار ہے۔ جو
 اپنے عوام کی بات کریں وہ غدار ہیں۔ جو ۱۲ کروڑ عوام کی خوشحالی کی بات کریں وہ غدار ہیں۔ یہ
 کیا سیاست ہے۔ یہ کرپشن نہیں ہے کہ آپ عوام کے بنیادی حقوق پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ آپ غیر
 جمہوری طریقے سے شب خون مار کر اقتدار میں آتے ہیں۔ آپ غیر جمہوری طریقے سے اقتدار حاصل
 کر کے اس کے بعد ملک کے تیرہ کروڑ عوام کو غلام رکھتے ہیں۔ اس سے بڑی کرپشن اور کیا
 ہو سکتی ہے۔ جناب والا! نہ صرف اس سیاسی کرپشن میں میں دیکھتا ہوں کہ آئین کو
 جس طرح سے پامال کیا گیا ہے، اس ملک کے دستور کو جیسے کاغذ کا ایک پرزہ سمجھ کر روند ڈالا گیا
 ہے، اس سے سب سے زیادہ نقصان پھوٹی قومی وحدتوں کو ہوا ہے۔ بلوچستان سب سے زیادہ متاثر
 ہوا ہے اس کے بعد سندھ متاثر ہوا ہے صوبہ سرحد متاثر ہوا اور پنجاب کے مظلوم عوام سخت
 کش عوام وہ متاثر ہوئے ہیں۔ اگر قلمہ ہوا ہے اس ملک کے اندر تو صرف گماشتہ سرمایہ دار،
 جاگیردار اور بیوروکریٹس اس کو قلمہ ہوا ہے۔ دستور بھی اس کے لئے، قانون بھی اس کے لئے،
 اس کے تحفظ کے لئے غلط طریقے سے جانبداری، جاگیریں حاصل کرنے والوں کو تحفظ دیا گیا ہے

آج بھی قانون ان کو تحفظ دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں اس ملک کے اندر کتنا بڑا سانحہ ہوا
 1971ء میں، آج تک اس ملک کے عوام کو نہیں بتایا گیا کہ کیسے یہ ملک دو ٹکڑے ہوا۔ کون
 اس کے ذمہ دار ہیں۔ کسی کو نہیں بتایا گیا اور یہاں تک کہ اپنی غلط حکمرانی کے لئے عدلیہ کی
 آزادی پر بھی شب خون مارا عدلیہ کو بھی آزاد ہونے نہیں دیا۔ عدلیہ کو بھی استعمال کیا گیا اس
 کو بھی pressurize کیا گیا یہاں تک کہ شرم کی بات ہے کہ Provisional Constitutional
 Order (PCO) کے تحت جہوں کو کہا گیا جو جج PCO کے تحت حلف نہیں لیتا وہ جج نہیں رہ
 سکتے۔ ایسے بہت سے ایماندار جج تھے جنہوں نے PCO کے تحت حلف نہیں اٹھایا وہ رہ گئے۔ ایک
 خواجہ کا بازار گرم تھا۔ جو بھی حکمران آئے سب اس کی تعریفوں میں لگ گئے۔ کیا اس طرح سے
 ملک کو کرپشن سے نجات دلا سکتے ہیں۔ آج جناب والا آپ دیکھیں جہری جانبداری یا زرعی جانبدار
 جہروں میں یا دیہاتوں میں سب حکومت کے انعامات ہیں جیلے انگریز انعام کرتا تھا جاگیریں عطا
 کرتا تھا اس کے بعد حکومت پاکستان نے دینا شروع کیا۔ آج دس دس پلاٹ، بیس بیس پلاٹ

آپ حیران ہوں گے آج بھی پلٹ موجود ہیں اسلام آباد میں لاہور، کراچی، پشاور کوئٹہ ہر جگہ پر جانیدار کا غریب آدمی کو دوسو گز کا پلٹ نہیں ملتا، نہ صرف یہ میں آپ کو دعویٰ سے کہتا ہوں، چیئرمین صاحب! پانچ پانچ ہزار ایکڑ دس دس ہزار ایکڑ زمینیں لوگوں کو الاٹ کی گئی ہیں اور جگہ نہیں جاتا ہوں میں بلوچستان میں پٹ فیڈر کی آپ کو مثال دیتا ہوں۔ بلوچستان میں پٹ فیڈر میں بڑی بڑی جاگیریں لوگوں نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں نام غریب کاشتکار کا ہے۔ یہ کرپشن نہیں ہے۔ پانچ سو کاشتکاروں کا نام ہے اس کو استعمال ڈاکٹر جی کر رہا ہے۔ بنکوں سے قرضے کاشتکاروں کے نام پر استعمال جاگیردار کر رہا ہے۔ آپ حیران ہوں گے ابھی تک ساحل بلوچستان Developہ نہیں ہوا ہے آج بھی آپ جائیں گوادر سے لیکر اورماڑا اس تمام ساحلی پٹی کے ساتھ جتنی بھی زمینیں ہیں خطے سے سرمایہ داروں نے کوئی بیخاب سے ہے، کوئی کراچی سے ہے اپنے نام پر الاٹ کرا لی ہیں۔ ہم حیران ہیں بلوچستان کے لوگوں کو پتہ تک نہیں ہے وہ ریونیو بورڈ سے الاٹ کرا کر گئے ہیں کسی کے نام پر تین سو ایکڑ، کسی نے سنا ہے کہ گوادر سی پورٹ بنا ہے اورماڑا Developہ یعنی developہ ہو، آپ مجھے بتائیں یہ ارب بقی کس طرح سے بنتے ہیں۔ یہ راتوں رات ارب بقی اسی طرح سے ہی بنتے ہیں۔ جناب والا، یہ ساری چیزیں ہمیں اپنے سامنے رکھنی ہیں ہمیں تک rules of Law کا تعلق ہے قانون کی بالادستی کا تعلق ہے۔ مجھے بتائیں کہ کہاں قانون کی بالادستی موجود ہے۔ آج بھی سب سے سستا خون پاکستان میں ہے۔

جناب چیئرمین۔ بل پر بھی بات کریں۔ غریب لوگ مرتے ہیں مگر بل پر بھی آئیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میں بل پر بھی آ رہا ہوں۔ جناب آج بھی قاتل اس ملک میں آزاد ہیں۔ غریب لوگ مرتے ہیں۔ اس ملک کے اندر دہشت گردی کا نغز بھی وہی بنتے ہیں۔
(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ بل پر بات کریں۔ آج جمعہ ہے وقت بھی تھوڑا ہے اور دوسرے لوگ بھی بولنا چاہیں گے۔ ڈاکٹر صاحب بل پر بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، اس پر بھی آتا ہوں۔

جناب چیئرمین، اس وقت بل پر بحث ہو رہی ہے۔ یہ مواقع پھر ملیں گے آپ

کو لیکن اس وقت آپ بل پر بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، میں بل پر بھی آتا ہوں۔ Rule of law کیسے ہوگا۔ Rule of law اس وقت ہوگا جب آپ اس پر عمل کریں۔ سب کے لئے یکساں ہوں۔

جناب آفتاب احمد شیخ، آج جمعہ ہے اور دوسرے لوگ بھی بولیں گے میں نے بھی بولنا ہے۔

جناب چیئرمین، صحیح بات ہے آج جمعہ ہے وقت بھی تھوڑا ہے۔ ڈاکٹر صاحب بل پر بات کریں۔ آج جمعہ بھی ہے اور لوگوں نے بھی بولنا ہے۔
ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، جب رول آف لا ہو۔

جناب چیئرمین، لیکن بل کے اوپر آج بات ہونی چاہیئے اصولاً۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، میں ایسے عرض کرتا ہوں کہ جب rule of law ہوگا تب ہی عملدرآمد ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ جیسے جمہوریت ضروری ہے، جمہوریت کے لئے رول آف لا بھی ضروری ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب رول آف لا نہیں ہے تو کون عمل کرے گا کیسے عمل ہوگا۔ جب دھشت گردی عام ہو، لوٹ کھسوٹ عام ہو، بربریت عام ہو، ظلم و جبر عام ہو، یہ ساری چیزیں اب بھی ویسے ہی ہو رہی ہیں۔ عرض یہ ہے کہ اگر آپ کوئی اور بھی بل بنائیں گے تو اس کا بھی یہی حشر ہوگا۔ قانون کی تو اس ملک میں کوئی کمی نہیں ہے۔ قوانین بے شمار آج بھی موجود ہیں مگر سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ قوانین پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے اور ہر ایک جب اقتدار میں آتا ہے، قوانین کو اپنے گھر کی لونڈی سمجھتا ہے، جب دوسرا آتا ہے تو وہ اس کو victimise کرتا ہے۔ جب بالادستی ہی قانون کی نہیں ہوگی، عدلیہ کی آزادی نہیں ہوگی، پریس کی آزادی نہیں ہوگی، آج بھی پریس میں کرپشن ہے۔

جناب چیئرمین، دیکھیں ناں اس قانون کا پریس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، جناب والا، کرپشن ہر جگہ ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ جب آزادی نہیں ہوگی تو کرپشن۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : یہ جو بل ہے یہ public offices کے بارے میں ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : اس بل کا مقصد ہے کہ کہیں بھی کرپشن نہ ہو، یہ مقصد ہے یا کوئی اور مقصد ہے۔

جناب چیئرمین : یہ public offices کو deal کرتا ہے ۔ پریس کے بارے میں نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : وہ سوسائٹی کا۔

جناب چیئرمین : نہیں نہیں وہ سوسائٹی کا مقصد ہے۔ وہ عہدہ قانون ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : میں کہتا ہوں کہ جو بھی کرپشن کرتا ہے ، کسی بھی زندگی کے شعبے میں اس کو لانا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : ذرا خیال رکھیں مجھے کی نماز کا وقت بھی ہو رہا ہے۔ Please Dr. Sahib, let me handle this matter. آپ کے لیڈر نے بڑی اچھی تقریر کی ہے

I did not interrupt him at all because it was a very relevant speech.

Mian Raza Rabbani: Sir, we have the time.

Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, I am ready to speak on the bill.

جناب چیئرمین : جب آپ کی باری آئے گی آپ بولیں۔ اس وقت ڈاکٹر حنی صاحب بول رہے ہیں and everybody please speak on the bill. آپ کو میں نے floor نہیں دیا ہے۔ اس وقت ڈاکٹر حنی صاحب بات کر رہے ہیں

Let me handle it. Please don't interfere when I am trying to regulate the proceedings. Please sit down Dr. Sahib. Please sit down.

جب آپ کی باری آئے گی آپ بات کریں اور آپ بل پر بات کریں۔ جی جناب ڈاکٹر حنی صاحب۔ ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : جناب والا اس بل میں ایکشن کے بارے میں ذکر ہے کہ اس میں کرپشن ہے۔ جہاں عوام کے مینڈیٹ کا احترام نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین، Rigging کے بارے میں ہے۔ اگر کوئی rigging کرے گا تو وہ جرم ہے۔

ڈاکٹر عبدالکئی بلوچ، میں rigging کے بارے میں آتا ہوں، دیکھیں جناب یہاں پر rigging کس طرح سے ہوتی ہے، rigging کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس ملک کے اندر جو طبقے بنائے گئے ہیں وہ بھی جاگیرداروں اور بڑے سرمایہ داروں کے مفاد میں ہیں۔ آپ حیران ہو گئے کہ بلوچستان آدھا ہے پاکستان کا۔ 44% of the mass land ہے اس کا۔ اب وہاں پر قلات، غار ان constituency ہے اور آپ حیران ہو گئے جناب کہ پورا مجموعہ صوبہ اس میں آجاتا ہے ایک constituency میں۔ انکھینڈ ایک مجموعہ ملک ہے اس کے 537 کے قریب ممبر ہیں اور وہ پاکستان کی آبادی کا آدھا بھی نہیں ہے۔ ہم تیرہ چودہ کروڑ عوام ہیں اور ہمارے طبقہ انتخابات ایسے ہیں جس سے بڑے طبقے کو فائدہ پہنچ سکتا ہے غریب کو نہیں پہنچ سکتا۔ نمبر ۲ rigging اس طرح سے ہوتی ہے کہ آپ کے ملک میں یہ آزادی ہے کہ الیکشن میں جتنا چاہیں خرچ کریں اس کو کوئی نہیں پوچھتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ 90 فیصد لوگ اسمبلی میں وہی آتے ہیں جو دو کروڑ، تین کروڑ، چار کروڑ خرچ کر کے آجائیں۔ قانون یہ ہے کہ پانچ لاکھ، دس لاکھ سے اوپر اخراجات نہ ہوں، یہ ہمارا قانون ہے۔ اور ہم ٹرانسپورٹ، دو دو سو، چار چار سو گاڑیاں، بسیں اپنے نام الیکشن والے دن یا اس سے پہلے لئے پھرتے ہیں۔ تیسری بڑی بات یہ ہے کہ شافٹی کارڈ یہاں بنائے گئے ہیں کہ یہ دھاندلی کو روکنے میں مدد کریں گے۔ اور لوگوں نے شافٹی کارڈ کی بوریاں بھر کر اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں۔ بوگس شافٹی کارڈ بنائے ہوئے ہیں۔ یہ دھاندلی کے لئے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ غریب کہاں سے پہنچے گا۔ چوتھی میں آپ کو عرض کروں گا کہ جب تک یہ طبقہ انتخابات صوبائی اسمبلیوں کے، یا قومی اسمبلیوں کے stable نہیں ہوں گے، کرپشن اس میں رہے گی، دھاندلی رہے گی۔ افسوس کی بات ہے کہ آج جو منتخب حکومت ہے اور جو کہتی ہے کہ مجھے بڑا مینڈیٹ ملا ہے اس کو بھی سترہ فیصد ووٹ ملے ہیں۔ تو سترہ فیصد کون سی بڑی بات ہے اگر عوام کی رائے دیکھی جائے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ الیکشن اس ملک کے اندر ان وجوہات کی بنیاد پر free, fair and transparent نہیں ہوتے۔ وہ ہمیشہ

بڑے طبقے کے مفاد میں ہوتے ہیں اس لئے عوام کی جو صحیح رائے ہے جس میں اس بل کا ذکر کیا گیا ہے وہ نہیں آ رہا ہے۔ اگر آپ عوام کو واقعی چاہتے ہیں کہ ان کا مینڈیٹ ہو تو پھر لوگوں میں سیاسی شعور کے لئے میڈیا کو استعمال کریں، ٹیلی ویژن کو، ریڈیو کو استعمال کریں تاکہ لوگوں کو شعور ملے۔ اور یہ طبقے ٹھیک ہونے چاہئیں۔ شناختی کارڈ کمپیوٹرائیزڈ ہونا چاہیئے کسی کے پاس دو نہیں ہونے چاہئیں جو کہ ہمارے ملک میں نظر آتا ہے۔

جناب والا! دوسری اہمیت کی بات جو میری نظر میں ہے وہ یہ ہے کہ ایک احتساب کمشنر جب موجود ہے تو چیف احتساب کمشنر سیل کیا بلا ہے۔ یہ ہماری کچھ سے بالاتر ہے۔ میں ہمیشہ یہاں عرض کرتا رہا ہوں کہ اداروں کا احترام ہو، جب ایک ادارہ ہے، جب آپ نے مقرر کیا ہے ایک چیف احتساب کمشنر تو پھر چیف احتساب سیل کیا بلا ہے۔

جناب چیئرمین، اب آپ نے پہلی دفعہ بل پر بات کی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، میں بل کی طرف ہی آتا ہوں۔ ضلع میں بھی کمیٹیاں بنائی جائیں، سیاسی لوگوں کو بھی اس میں ملوث کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین، غلط آپ کو سمجھایا گیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، اس میں گنجائش تو ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں، وہ آپ کو غلط سمجھایا ہے، کچھ نہیں، کچھ نہیں ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ وہ اور ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، لیکن بہر حال یہ جو کمیٹیاں ہوں گی۔

جناب چیئرمین، اس قانون کے تحت کوئی کمیٹی نہیں ہوگی۔ احتساب سیل ہی ہے، کوئی کمیٹی نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، پھر اوپر سے بسم اللہ کر لیتے ہیں۔ چیف احتساب کمشنر سیل پرائم منسٹر سیکریٹریٹ ہے، میری نظر میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ غیر جانبدار ہو نہیں سکتا۔ اس لئے کہ وہ ایک پارٹی کا آدمی ہے دوسرا یہ ہے کہ تمام تحقیق، تمام اختیارات اسکو دیئے گئے ہیں اور جو ملک کے ادارے ہیں، ایجنسیاں ہیں ان کا اس میں کوئی رول نہیں ہے، وہی

تحقیق کریں گے، وہی جو کچھ کہیں گے وہ ایف آئی آر ہو جائے گا اسی سادہ پھر پر۔ جناب والا! اس سے لوگوں کا اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ حکومت جب سب کے لئے ہے، ساری قوم کے لئے ہے، تو حکومت کو تو اس میں غیر جانبدار رہنا چاہیئے۔ اس میں کسی بھی پارٹی کا آدمی نہیں ہونا چاہیئے۔ عدلیہ ہو، عدلیہ کی مکمل آزادی ہو۔ ان کو یہ اختیارات جتنے زیادہ دے سکتے ہیں دیں۔ احتساب کمشنر کو جتنے زیادہ سے زیادہ اختیارات دیتے ہیں وہ دیں تاکہ جو بات سمجھ میں آئے وہ independent ہو، ان کی مالیاتی پوزیشن بھی independent ہو۔ مالیاتی طور پر وہ آزاد ہوں۔ مالیاتی طور پر وہ آزاد ہوں تاکہ وہ ہر ایک کے پیچھے، چاہے وہ حکومت میں ہیں، یا حکومت سے باہر، اپوزیشن ہے، گورنمنٹ ہے، سب کے پیچھے لگ جائے اپنے طور پر ایک نتیجہ برآمد کرے۔ اور دوسرا میں آپ کو عرض کروں کہ یہ جو سیاسی افسر منظر کئے گئے ہیں بغیر چارج شیٹ کے اب یہ پہلے سے خوف موجود ہے، اب جائز ناجائز کام کرنا لوگوں نے چھوڑ دیا ہے کہ یہ ہمارے گھر میں پڑے گا۔ جناب والا! آپ کیوں اداروں کو خراب کر رہے ہیں، میں نہیں کہتا کہ یورو کریسی میں کرپشن نہیں ہے لیکن ایک ادارہ ہے اداروں کو رستے دیں اداروں کی بجائے نکالیں۔ ادارے ہونگے تو ہم ہونگے۔ فرد اہم نہیں ہیں ادارے اہم ہیں۔ جب آپ پورے اداروں کو مفلوج کرتے ہیں، جب آپ پورے اداروں کو خوف زدہ کرتے ہیں مثال کے طور پر، تو وہ کیا کام کریں گے۔ سیاستدان کو تو معاوضہ مل جاتا ہے ان کو جیلوں میں ڈال دیں یہ لیڈر بن جاتے ہیں، پھر یہ آجائیں گے، پھر بڑی بڑی تقریریں کریں گے۔ ہم لوگ تو بہت چالاک ہیں ہمیں تو پھر بھی اس کا معاوضہ ملتا ہے۔ پیپلز پارٹی تو خوش ہوگی کہ ہمیں اور دس اور کو بھی جیل میں ڈالو۔ واپس آجائیں گے لیڈر بن جائیں گے۔ ہماری عوام تو سیدھی سادی ہے۔ یورو کریسی کو جو آپ اس طرح سے نچوڑ رہے ہیں جائز و ناجائز۔ بھئی، یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ کسی قانون کے تحت ہو، کوئی چارج شیٹ ہو، کوئی طریقہ کار ہو، اگر آپ اس کا طریقہ کار اپنائیں گے تو عوام کے لئے بہتر ہوگا۔ لوگوں کے لئے بہتر ہوگا۔

میں تیسری بات آپ کو عرض کروں کہ اس بل میں کتنا بڑا lacuna ہے آپ جناب والا! یہ احتساب 6 نومبر 1990 سے کر رہے ہیں۔ بھئی کیوں اس سے پہلے سے نہ ہو۔ بھئی اس کی کوئی توجہ ہوگی، اب اگر اپوزیشن یہ بات کہتی ہے تو اس کی بات میں وزن تو ہے۔ سچ تو بعد میں نظر آئے گا کہ عمل کیا ہوتا ہے لیکن اپوزیشن تو کہے گی کہ 77 سے کیوں نہیں ہو رہا

ہے۔ یا جیسے میرے ایک دوست نے کہا ہے کہ 71ء سے ہونا چاہیئے۔ میں تو کہتا ہوں کہ 1948ء سے ہونا چاہیئے ہر طرف سے ہونا چاہیئے۔ کم از کم fix the responsibility - غلط کاریوں کی ذمہ داری تو متعین کرو کہ کس مراعات یافتہ طبقے نے اس ملک کا بیڑا غرق کیا یا تیرہ کروڑ غریب عوام نے جو سوکھی روٹی کے لئے بھی محتاج ہے۔ جو روزگار کے لئے بھی محتاج ہے جو امن و امان کے لئے بھی محتاج ہے تو جناب والا ذمہ داریاں تو متعین ہو جائیں گی لیکن یہ جو ظاہری لیکونا نظر آتے ہیں یہ تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ یکطرفہ ہے۔ اور یکطرفہ ہونے کی صورت میں عوام کا اعتماد نہیں ہوگا۔ میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ اگر وہ اس مسئلے پر نیک نیت ہے تو اس بل کو پہلے ٹھیک کریں۔ ٹھیک ہے کہ یہ کہتے ہیں یہ lapse ہو رہا ہے۔ یہ ہمیشہ آرڈیننسوں کے ذریعے ہوتے رہے ہیں آرڈیننس لے آئیں کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ نہیں ہے یہ تو بادشاہ لوگ ہیں۔ اگر آرڈیننس لے آتے ہیں اس کو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میرے نزدیک اس آرڈیننس کا جواز ہے اس آرڈیننس کو کوئی نہیں بولے گا کہ ordinances کی فیکٹری ہے سب پولیس سے کیونکہ گورنمنٹ side پر بھی لوگ دیکھیں آپ ان کی بھی رائے ہے۔ ہماری بھی رائے ہے اور لوگوں کی بھی رائے ہے تو اس کو آرڈیننس کے ذریعے defer کیا جا سکتا ہے۔ وہ جو کمی ہے وہ جو کمزوری ہے وہ ٹھیک کی جا سکتی ہے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آخر میں یہ گزارش کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی۔ جی۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ کہ جو کچھ آج یہ کر رہے ہیں کل خود اس کو کائیں گے جو ہو رہے ہیں اس کو کائیں گے۔ یہ حکومت آئی جانی چیز ہے یہ ہمیشہ نہیں رہتی ہے سوچنا چاہیئے کہ جو کام کریں وہ آئندہ نسل کو بھی کام دے سب کو کام دے۔ میں یہاں دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ جو آج حکومت میں بیٹھے ہیں کل ان کے گھے میں بھی یہ پھندا پڑے گا جس کا فائدہ ملک کو بھی نہیں ہو گا کسی کو بھی نہیں ہو گا۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ آفتاب شیخ صاحب۔ Please بیٹھ جائیں۔ آفتاب شیخ صاحب

کو floor دیا ہے جی۔ آفتاب شیخ صاحب دیکھیں گے ناں وقت کے مطابق بات کریں گے۔ آفتاب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ - جناب چیئرمین! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کے لئے وقت دیا۔

جناب چیئرمین - کوشش تو میری ہو گی کہ جتنے لوگ بول سکیں لیکن وقت کی تنگی ہے۔ اس کو میں نے سامنے رکھنا ہوتا ہے۔ نہیں وقت کی بات ہے ناں میں دیکھوں گا میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ نہیں لیکن وقت کی تنگی بھی ہے اس کو بھی سامنے رکھنا پڑے گا۔

جناب آفتاب احمد شیخ - جناب چیئرمین! جو بنیادی معاملات ہیں وہ یہ ہیں۔

جناب چیئرمین - کوئی point of order نہیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ - کہ اخبارات کے ذریعے سے ہمیں پتا چلا کہ یہ بل کل نیشنل اسمبلی سے پاس ہو گیا ہے۔ بل کا متن 'text' اخبارات میں شائع نہیں ہوا۔ لہذا 'ہمیں معلوم نہیں تھا کہ یہ بل کیا ہے اور جو بات میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بحیثیت ایک حلیف جماعت کے 'نہ تو نیشنل اسمبلی میں اور نہ یہاں ہم سے کوئی consultation کی۔ اخبارات نے بتایا کہ یہ بل پاس ہو گیا ہے اور جو بات ضروری ہے 'please' جو بات ضروری ہے جو آپ کے سامنے مجھے لانا ہے وہ یہ ہے کہ Article 70 Sub Article 2 کے حوالے سے 'آپ کو پتا ہے کہ we are only wasting our breath here in talking about this bill اس لئے کہ Article 70 Sub Article 2 یہ کہتا ہے

"If a bill is transmitted to a House under Clause 1, is rejected or not, passed within 90 days of its receipt or passed with amendment, the bill at the request of the House in which it is originated shall be considered in a Joint Sitting

لازمی بات ہے کہ یہ جو کچھ کہا گیا ہے اچھا یا برا بل میں کوئی ترمیم نہیں ہونی۔ اس لئے کہ اگر ترمیم ہوئی تو یہ بل joint sitting کے لئے جانے گا۔ آپ کو قانون کا پتا ہے 'آپ کو پتا ہے دستور کا تو یہ جو کچھ کہا جا رہا ہے نہ تو ترمیم کا موقع دیا گیا اور نہ proper notice ہے۔ ہر معاملے میں rules کا suspension 'یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! ہم اس روایت کے خلاف ہیں 'ہم جمہوری ادارہ ہیں اور یہ پاکستان کا سب سے بڑا ہاؤس ہے جسے upper House کہتے ہیں۔ وزیر قانون کھڑے ہوتے ہیں 'motion پڑھتے ہیں' ظاہر ہے ہماری majority

ہے، جس بل کو چاہیں suspend کر دیتے ہیں۔ اتنا important bill اور خصوصاً جبکہ ہم نے خود sign کیا ہے ایک بل پر پہلے we have moved a bill in this House under our signatures جس پر ہم نے 85 کا period رکھا تھا اعتبار کا اور اب یہ بل میں دیکھ رہا ہوں کہ 90 کا period ہے that could be sorted out ہم انہیں میں بات کر کے معاملات کو طے کر سکتے تھے اور بہت ساری باتوں کو بیٹھ کر کے vet کر سکتے تھے، طے کر سکتے تھے، ختم کر سکتے تھے۔ یہ ابہام جو تھا اس میں ہم regulate کر سکتے تھے۔ لیکن یہاں آ کے یہ سب باتیں معلوم ہوئیں اور حیرت کی بات ہے جناب چیئرمین! کہ copies of the bill from the Senate also were not transmitted to us یہاں آئے ہیں تو میز پر یہ کاپی ہمیں ملی ہے۔ مجھے یہ فرمائیے کہ یہ اتنا اہم بل، آپ یہ جانتے ہیں کہ بحیثیت سینئر کے ہمارا استحقاق ہے، سب کا استحقاق ہے کہ legislation سے پہلے کم سے کم ہم کو کاپی تو ملے کہ کس بات پر بولنا ہے، کیا بل ہے، ہمارے کیا خیالات ہیں۔ ممکن ہے ہم ہاں کہیں، ممکن ہے ہم ناں کہیں، ممکن ہے کوئی ترمیم دیں۔ جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ اگر اس ہاؤس کو ہم plead کرتے as a rubber stamp میں نے پہلے بھی کہا ہے جب میں اس side سے بولا کرتا تھا تو میں یہی کہتا تھا کہ پیپلز پارٹی نے بھی ہمیں اس وقت rubber stamp سمجھا تھا، قومی اسمبلی سے بل پاس کرایا، سینٹ میں لے آئے بولا اس کو پاس کرو، یہ پاس کریں، فوراً پاس کریں۔ کیونکہ اگر آپ نے کوئی ترمیم suggest کی تو یہ joint sitting میں جانے گا اور joint sitting سے وہ بھی گھبراتے ہیں اور یہ بھی گھبراتے ہیں۔ کیوں کہ اگر آپ نے اس میں ترمیم suggest کی تو یہ joint sitting میں جانے گا۔ اور joint sitting سے وہ گھبراتے ہیں اور یہ بھی گھبراتے ہیں۔ جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ جتنی عذیف جماعتیں ہیں انہیں rubber stamp نہ سمجھا جائے۔

We are not a rubber stamp, we have our own views, we will associate with the government, no doubt, we are not opposing this bill. I say that we are not opposing this bill. With these reservations, with these objections, we will get it passed

اس لیے کہ ہمیں آپ نے ایسی پوزیشن میں place کر دیا ہے کہ آج آپ فرما رہے ہیں کہ کل یہ آرڈیننس lapse کر رہا ہے۔ مجبوری ہے ہماری۔ ہم اس کو پاس کروائیں گے۔ لیکن اس کے جو

مضمرات ہیں، جو کچھ بھی consequences ہیں، جو کچھ بھی ہیں I want to place this on the record کہ اس کی تمام تر ذمہ داری آپ پر ہو گی۔ ہم پر نہیں ہو گی۔ We will vote for you, لیکن we will get it passed initiate کیا تھا، وہ بل مختلف تھا۔ اس میں period of اعتبار بھی دوسرا تھا۔ اس میں مشینری بھی بالکل ٹھیک ٹھاک provide کی گئی تھی۔ اس میں ہر چیز کا ہم نے خیال رکھا تھا۔ With these reservations I will support the bill. Thank you.

جناب چیئرمین - شکریہ - جی مولانا فضل محمد صاحب - پہلے پارٹیز مکمل کر لیں - پھر اس کے بعد مسلم لیگ - میں دیکھتا ہوں - یہ وقت کی بات ہے - It will depend on the time available اگر وقت ہوا تو I will try and accommodate اگر نہ ہوا تو I will say sorry. جی جناب مولانا فضل محمد صاحب - دیکھ لیتے ہیں - as I said, I am not saying yes and I am not saying no, I am going to see what the time constraints and then will regulate accordingly. At the moment, the floor is with Maulana Fazal Muhammad Sahib.

No point of order, please sit down, جی جناب مولانا فضل محمد - جی جناب فرمائیے -

مولانا فضل محمد - بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب چیئرمین! وہ ہو گیا جس کا خدشہ تھا۔ ہمیں پہلے سے یہ خدشہ تھا کہ اعتبار اعتبار کا جو نعرہ یہاں لگایا جا رہا تھا، جو شور مچایا جا رہا تھا اس ملک میں اس کا انجام وہی ہو گا جو کہ منیا الحق مرحوم کے دور میں اسلام کا حشر ہوا ہے۔ اور اس سے پہلے جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے دور میں موشمزم کا جو حشر ہوا - اس نے بھی اس نعرے پر تمام غریب عوام کو اپنے ساتھ ملایا کہ میں آپ کے حقوق کا علمبردار ہوں اور ملک کے تمام غریب عوام نے ان کا ساتھ دیا۔ لیکن عین موقع پر جب ان کے ساتھ خالص شریک ہو گئے، اکثر و بیشتر وہی پرانے پھرے تھے جن کے آباؤ اجداد وہی انگریزوں کے دور کے مراعات یافتہ طبقات چلے آ رہے تھے - تو پھر ان کا حشر جو ہوا وہ پورے پاکستان نے دیکھ لیا۔ منیا صاحب مرحوم نے بھی یہی اسلام کا نعرہ لگایا، اس وقت ایک ماحول بنا ہوا تھا - قومی اتحاد کی تحریک جو چلی، وہ ایک اسلامی نعرے کے حوالے سے چلی اور اس وقت کے حالات کو اپنے حق میں سمیٹنے کے لیے انہوں نے اسلام کا نعرہ لگایا اور اسلام کا حشر بھی پوری دنیا نے دیکھ لیا۔

سوائے اس کے کہ اسلام کو بدنام کیا گیا اور اسلام کی پوری دنیا میں بدنامی ہوئی اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہوا۔ آج ابھی ہم جب یہاں میز پر بیٹھے تو یہ بل ہمارے سامنے آیا۔ جب میں نے بل کا مطالعہ کیا، تو یقیناً وہی کچھ اس اعتبار کے ساتھ ہوا اور ہو رہا ہے جو اسلام اور سوشلزم کے بارے میں اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ اور اس بل کا مطالعہ کرنے سے یقیناً احساس ہوا کہ اعتبار کو بدترین طور پر بدنام کیا جا رہا ہے اور یہ بل انتہائی مبہم اور غیر موثر اور انتہائی غیر منصفانہ ہے۔ یقیناً اس کی حمایت ہم نہیں کر سکتے ہیں۔ یہی نواز شریف صاحب جب اپوزیشن لیڈر تھے، انہوں نے بل پیش کیا، اب چند دنوں کے درمیان اس بل میں کون سی خرابیاں در آئی ہیں کہ وہ اس بل کو یک لخت مسترد کر کے کوئی دوسرا بل سامنے لے آئے، جب کہ اس وقت وہ خود نعرے لگا رہے تھے۔ وہ صدارتی آرڈیننس جو صدر فاروق احمد خان لغاری نے نگران دور حکومت میں جاری کیا، پچاسی سے اس میں پوری تفصیل بھی موجود تھی کہ قلائد قلائد چیز جو ہے یہ بدعنوانی اور رشوت کے زمرے میں آتی ہیں لیکن اس بل میں کوئی تفصیل نہیں ہے۔ اب اس بل میں یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ اگر کسی نے اس طریقے سے جو پلاٹ حاصل کئے ہیں، کیا وہ واقعتاً بدعنوانی اور رشوت کے زمرے میں آتے ہیں کہ نہیں۔ کیا 1985 سے 1990 تک اس قسم کی جو مراعات لوگوں نے حاصل کی ہیں کیا اگر اسی نوعیت کی مراعات 1990 کے بعد اگر جرم بن سکتا ہے اور قابل سزا ہے اور بدعنوانی ہے، رشوت ہے، جرم ہے تو پھر کیا 1985 سے 1990 تک یہی عمل اگر کسی نے کیا ہو تو کیا وہ جرم نہیں ہے، کیا وہ بدعنوانی نہیں ہے۔ کیا وہ رشوت نہیں ہے۔ یقیناً ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں تعجب ہے۔ 1985 سے اعتبار کا نعرہ لگتا ہے وہ اس لئے کہ اس سے پہلے ادوار اکثر مارشل لا میں گزرے ہیں اور مارشل لا کے ادوار تھے۔ 1985 کے بعد معمولیت بحال ہوئی اور جناب والا! تعجب کی بات ہے کہ آپ ایک مکان کو گرا رہے ہیں، اس لئے گرا رہے ہیں کہ اس کی ساری کی ساری اینٹیں گندی ہو چکی ہیں، مڑ چکی ہیں، خراب ہو چکی ہیں، بیکار ہو چکی ہیں آپ اس کی اوپر والی اینٹوں کو تو گرا رہے ہیں لیکن نیچے والی اینٹوں کو نہیں گرائیں گے اور انہیں پر تعمیر کریں گے، بدعنوانی، کرپشن اور اس قسم کے غیر قانونی اور غیر اخلاقی حربے تو 1985 سے ہی شروع ہو گئے تھے۔ کرپشن، بدعنوانی، سیاسی حوالے سے رشوت عام اداروں تک تو 1985 سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ جب 1985 سے ہی رشوت اور بدعنوانی کی بنیاد رکھی گئی ہے، اس بنیاد کو آپ چھوڑ رہے ہیں اور 1990 کے بعد جو اینٹیں ہیں

آپ ان کو گرا رہے ہیں۔ یہ بات ہماری سمجھ سے بالا تر ہے۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آرہی جناب۔
 احتساب سبیل کا تقرر اگر حکومت کے اختیار میں ہو جیسا کہ اس بل میں ہے تو آپ یہ
 جلسے کہ کبھی بھی پاکستان میں یا کسی بھی ملک میں اس طرح ہو سکتا ہے کہ حکومت خود ایسی
 شخصیات پر مشتمل ایک ایسا سبیل مقرر کر دے جس سے اس کو غدشہ ہو کہ یہ ہمارا ہی احتساب کریں
 گے۔ قطعاً کوئی حکومت ایسا نہیں کرے گی۔ جناب والا! آپ نے دیکھ لیا کہ سپریم کورٹ کے جج
 کو بھی معاف نہیں کیا گیا اب یہ جو چیف جسٹس ہیں، جب اس عہدے پر ان کا تقرر ہوا تو
 آپ دیکھ رہے تھے کہ پورے ملک کے میڈیا اور تمام سیاسی حلقوں میں یہی شور و غوغا ہو رہا تھا کہ
 ایک XXXXXX سپریم کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کر دیا گیا۔ تو کیا اب یہ غدشہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ جوڈیشری کے بارے میں اس قسم کے الفاظ مناسب نہیں ہیں۔ I

expunge these from the record.

حافظ فضل محمد۔ جناب والا! میں تو نقل کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ یہاں پر عدلیہ کے بارے میں کوئی تنقید نہ کریں۔

حافظ فضل محمد۔ میں تو نقل کر رہا تھا۔ نقل کفر، کفر نہ بائد۔

Mr. Chairman: I am sorry, that will not be allowed.

حافظ فضل محمد۔ اب اگر اس سبیل کے سربراہ حکومت مقرر کرے گی تو پھر اس
 سے عام لوگوں کو انصاف میسر ہونے کی کوئی توقع ہو سکتی ہے۔ میری اس بارے میں یہ تجویز
 ہے کہ احتساب سبیل کے تقرر اور تمام معاملات سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے دائرہ اختیار میں
 ہوں۔ ان معاملات سے حکومت کا کوئی تعلق نہ ہو بلکہ ایوان صدر سے بھی اس کا کوئی تعلق نہ ہو۔
 ان تمام معاملات کا تعلق چیف جسٹس سے ہو۔

اب جناب والا! اس بل کی دفعہ 18 کے تحت سلطانی گواہ بنانا، جناب آج کل ہمارے
 اس غلط معاشرے میں، اخلاقی لحاظ سے انتہائی کمزور قسم کے معاشرے میں تو ہر بندہ دوسرے
 کے خلاف گواہ بن سکتا ہے کہ جناب میں اس کے ساتھ تھا، مجھے بھی اتنے پیسے دیئے اور اس نے
 بھی اتنے حاصل کئے میں اس پر گواہ بن رہا ہوں۔ تو جب آپ کی کسی کے ساتھ ناراضگی پیدا

[Expunged by the order of the Chairman]

ہوگئی تو کل دوسرے دن آپ جا کر احتساب سیل کے سامنے پیش ہو جائیں گے کہ جناب یہ میرے ساتھ تھا اور ہم دونوں نے اتنے پیسے کما لئے اور اپنی ذاتی دشمنی کی بنیاد پر اس کا بیڑہ غرق کر دیں گے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ انہوں نے باقاعدہ سلطان گواہ بنانے کے لئے اس قسم کے لوگوں کو ترغیب دی ہے۔ اس کو ہم قانون اور انصاف و عدل کے منافی سمجھتے ہیں اور اس کی قطعاً حمایت نہیں کر سکتے۔

جناب والا! اس بل میں یہ تفصیل نہیں ہے کہ وہ جرائم کیا ہیں، وہ بدعنوانی کیا ہے۔ یہ متعین نہیں کیا گیا کہ بدعنوانی کس چیز کا نام ہے۔ ہمیں یہ سمجھائیں کہ کیا اس قسم کی مراعات جیسا کہ میں نے پہلے عرض کر دیا کہ جب یہی پلاٹوں کا مسئلہ اخبارات نے اٹھایا اور اس دور کے نگران وزیر اعظم نے بھی اس کو اٹھایا کہ یہ بدعنوانی ہے تو اس قسم کے عمل کے ہمارے موجودہ وزیر اعظم کیا مرتکب نہیں ہو چکے ہیں۔ کیا یہ بدعنوانی نہیں ہے کہ حکومت کے وسائل کو انتہائی کم قیمت پر اگر ایک آدمی اپنی ذاتی جائیداد بنا لے تو یہ بدعنوانی کے زمرے میں ہے کہ نہیں۔ اگر ہے تو 85 سے 90 تک اس قسم کے سینکڑوں cases ہیں تو 90 کے بعد اگر جرم ہے تو 85 سے 90 تک بھی جرم ہونا چاہیئے اس کو بھی اس کے زمرے میں داخل ہونا چاہیئے۔ جناب یہ میں نے مختصر چند جھلکیاں آپ کو دکھا دی ہیں۔ بہر حال اس بل پر ہمیں یقیناً اعتماد نہیں ہے اور یہ بل انصاف کی فراہمی کے حوالے سے انتہائی ناقص ہے۔ وہ صرف ایک propaganda تھا، ایک نعرہ تھا جس کا ہوا نکل گیا اور اس میں اب کوئی حقیقت نہیں رہی۔ اس بل کا یہی حشر ہوا جو اسلام اور سوشلزم کا ہوا اور یقیناً ہے اس کے نتیجے میں نواز شریف صاحب کو جو mandate ملا ہے، نواز صاحب کی جو آج کل مقبولیت ہے، آپ دیکھیں گے کہ اس اعتبار کے حوالے سے پھر عوام ان کا کیا حشر کریں گے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔ خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور۔ شکریہ، مہربانی جناب چیئرمین۔ احتساب کی افادیت سے کسی کو بھی انکار نہیں، نہ مجھے ہے، نہ میری پارٹی کو ہے، نہ شاید کسی کو ہے لیکن جو طریقہ کار ہے اس سے ہر ایک کو اختلاف ہے، مجھے بھی ہے، بالکل ہے۔ جیسے میرے اور دوستوں نے یہ کہا کہ آج ہی یا تو اخبار کے ذریعے اطلاع ملی یا یہاں ٹیبل پر دکھا۔ احتساب کی افادیت سے بار بار

میں یہی کہوں گا کہ انکار نہیں ہے لیکن طریقہ کار سے اختلاف ضرور ہے جناب والا! میں مسلم لیگ کی حلیف جماعت کا ایک فرد ہوں، مکمل تعاون کا ہم نے ضرور یقین دلایا ہے اور دلاتے رہیں گے اور ان کے ساتھ چلتے رہیں گے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے، یہ مطلب نہ لیا جائے کہ میں نے اپنے ضمیر کو بیچ دیا اور میں ایک rubber stamp ہوں۔ جس وقت مجھے کہا ہاتھ اٹھاؤ میں نے ہاتھ اٹھایا یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ میں جواب دہ ہوں اپنے علاقے کو، میں جواب دہ ہوں اپنے صوبے کو جس نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ میں حلفیہ یہ کہتا ہوں کہ میں ان کو جواب دہ ہوں۔ ہو سکتا ہے جو بہت بڑا مینڈیٹ لے کر آئے ہیں وہ جواب دہ نہ ہوں، ہو سکتا ہے لیکن میں ایک چھوٹے صوبے سے تعلق رکھتے ہوئے، میں اپنے ضمیر کے مطابق اپنے عوام کو جواب دہ ہوں اور میں یہاں rubber stamp بننے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔ تو جناب والا! جو طریقہ کار ہے اس سے مجھے سخت اختلاف ہے، بالکل اختلاف ہے۔ احتساب واقعی اگر آپ نے کرنا ہے، واقعی احتساب مقصود ہے، احتساب ہو تو میں اس بات کو بر ملا دہراؤں گا کہ اس سے پہلے، میں تو ایمانا یہ کہوں گا کہ جس دن پاکستان کی بنیاد کی اینٹ رکھی گئی اس دن سے احتساب ہونا چاہیئے۔ اگر یہ احتساب ہوتا تو یہ نوبت نہ آج آئی لیکن ہم کیوں کہ اسی منظور اور نا منظور والی بات پر فیصلے کرتے ہیں کہ وہ تو منظور اور یہ نا منظور۔ اس سے پہلے کوئی فرشتے نہیں تھے۔ ہم سے زیادہ، اس وقت سے زیادہ، پچھلے 85 سے زیادہ وہ لوگ corrupt تھے۔ ان ہی کی corruption کی وجہ سے ہے کہ آج انہوں نے اپنی اولادوں کو بھی corrupt کر دیا۔ ان کے جو والدین تھے جیسے کہا جاتا تھا کہ 22 خاندان اس ملک پر حکومت کر رہے ہیں، آج 420 خاندان اس ملک پر حکومت کر رہے ہیں تو جناب والا! احتساب تو جو میں نے پڑھا ہے، جو میں نے اسلامی کتابوں میں پڑھا ہے، اگر وہ احتساب ہے تو آئین و صدقا، ہم بالکل ہاتھ اٹھانے کے لئے تیار ہوں گے۔ احتساب تو وہ تھا کہ حضرت عمر امیر المؤمنین خلیفہ وقت تقریر کرنے کے لئے اٹھتے ہیں ایک عام شخص اٹھ کر کہتا ہے نعوذ باللہ، کہ تم جھوٹے ہو تم نے امانت میں خیانت کی ہے۔ کیوں کہ کل جو چادریں مال غنیمت میں آئی تھیں اس میں سے ایک ایک ہر ایک کے حصے میں آئی لیکن جو آج آپ نے کرتا بنایا ہے یہ دو چادروں کا ہے، احتساب یہ ہے۔ کیا میں 'خدائے نور' صدر مملکت کو یا وزیر اعظم کو اس اجلاس میں یا جوائنٹ سیشن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے یہ ایک لاکھ روپے کی گھڑی باندھی ہے، یہ کہاں سے آئی ہے، میں نہیں کہہ سکتا ہوں، نہیں کہہ سکتا ہوں۔ یہ احتساب

نہیں ہے۔ احتساب اگر کرنا ہے، اسلام کی روح کے مطابق کرنا ہے تو وہ غلطی راشدین کا ہے اور پھر آپ نے اسی کے مطابق کرنا ہو گا۔ جناب والا! یہ ایک معمولی بل نہیں ہے اس پر آپ کے پورے 13 کروڑ عوام کا دارومدار ہے۔ وہ قوم جو کہ احتساب کے لئے چلا رہی ہے کہ احتساب ہو، احتساب ہو، لیکن احتساب کے لئے اتنی جلدی کہ ہاتھ اٹھاؤ اور بل پاس ہو گیا۔

جناب والا! میرے دوست نے تو یہ کہا کہ مخالفت تو ہم کریں گے لیکن پاس بھی کرنے دیں گے، پاس کے لئے بھی ہاتھ اٹھائیں گے، میرا خیال ہے کہ شاید میرا ہاتھ نہ اٹھے۔ آپ desk نہ بجائیں میں آپ کے لئے یہ نہیں کہہ رہا ہوں، میں اپنے لئے کہہ رہا ہوں، میں اپنے عوام کے لئے کہہ رہا ہوں، آپ کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں۔ جناب والا! میں اس بل پر آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ غارِ جمعہ کے بعد اگر اس کو رکھ دیں اور ہم جو حلیف ہیں مسلم لیگ کے یہ بیٹھ کر کے ایک ایسے نتیجے پر پہنچ جائیں، ہمیں اعتماد میں لیں، ہمیں بتائیں تو میرے خیال میں اس بد مزگی سے بچنے کے لئے یہی ایک واحد طریقہ ہے کہ وہاں پر بیٹھ کر کے یہ ہمیں ذرا سمجھائیں کہ جی وہ قیدی جو ہیں وہ چاہے کھڑے میں جائیں یا رہا ہو جائیں، اگر ہمارا وزارتِ قانون اتنا سویا ہوا ہے کہ ان کو یہ بھی فکر نہیں ہے کہ کل یہ قیدی رہا ہو جائیں گے، آج ہمارے سامنے لا رہا ہے تو یہ قصور ہاؤس کا نہیں ہے، یہ قصور خدائے نور کا نہیں ہے۔ یہ قصور ہمارے اتحادیوں کا نہیں ہے۔ یہ قصور انہی کا ہے۔ یا تو ایک خاص صحت کے تحت کہ اتنی جلدی میں اس کو لے آؤ تا کہ ان کو کوئی موقع نہیں ملے، وہ ہاتھ اٹھائیں اور یہ پاس ہو جائے یا تو یہی ہو سکتا ہے۔ تو یہ چیزیں جو ہیں جناب چیئرمین! میری تجویز اگر اتحاد میں دراڑیں نہ ڈالنا مقصود ہو تو وہ یہ ہے کہ غارِ جمعہ کے بعد اس کو رکھا جائے اور ہمیں یہ بتایا جائے کہ آخر کیا ضرورت اتنی جلدی پڑ گئی اور اگر واقعی کوئی مجبوری ہو گی تو ہمیں وہ قائل کریں گے، ہم کہیں گے کہ ٹھیک ہے، بالکل صحیح ہے لیکن میں جمہوری وطن پارٹی کی جانب سے یہ آپ کو اور اس ہاؤس کو بتانا چاہوں گا کہ ہم اس بل کی شدید مخالفت کریں گے، بالکل کریں گے۔ ہمارے ساتھ BNP جو ہماری مشترکہ یہاں پارلیمانی پارٹی ہے، ہم اس کی مخالفت کریں گے۔ بتنا ہے، نہیں بتنا ہے، وہ ان کی صوابدید پر ہے لیکن ہم کریں گے اور صرف اس بنا پر کریں گے، احتساب کے لئے نہیں، اس کے طریقہ کار کے لئے۔ ہم احتساب کے حق میں ہیں، احتساب ہونا چاہیئے لیکن طریقہ کار کی مخالفت کریں گے، یہ طریقہ نہیں ہے، طریقہ اپناؤ، صحیح راستے پر آئیں، صحیح طریقے پر بل لائیں،

ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ مہربانی شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ جی حاجی عبدالرحمن۔ میرے خیال میں اسے این پی کی جانب سے شک صاحب نے بڑی مصلحت بات کی ہے، تفصیل سے بھی کی ہے اور JWP کی طرف سے خدائے نور صاحب نے کی ہے اور اب ضروری نہیں ہے کہ ہر ممبر ایک ہی پارٹی سے بولے۔
(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ آپ اس پر بحث نہ کریں I will talk to you later on جی جناب حاجی عبدالرحمن صاحب۔ آپ فی الحال بیٹھیں، میں ذرا وقت کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ پھر ابھی argue نہ کریں۔ ابھی نہ میں نے فیصلہ کیا ہے۔ this way or that way فی الحال میں ذرا دیکھ رہا ہوں۔ جی جناب حاجی عبدالرحمن۔

حاجی عبدالرحمن۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ آپ کا۔ میں قانا کی طرف سے احتساب بل کی جیسے ہمارے خدائے نور صاحب نے فرمایا، ہم احتساب چلتے ہیں اور ہم چلتے یہ ہیں کہ جو چور ہے ان کا احتساب ہو۔ یہ ملک جب سے بنا ہے اس ملک کی جو یہ حالت بنی ہے یہ آج نواز شریف یا بیٹھنے والے صاحب کی وجہ سے نہیں بنی، یہ جب سے ملک بنا ہے اس وقت سے یہ چوری شروع ہوئی تھی اور اس حالات پر یہ 1990 یا 1985 سے نہیں بیٹھا۔ احتساب اگر ہونا ہے تو احتساب سب کا ہونا چاہیئے۔ اور اس وقت سے ہونا چاہیئے جب سے یہاں چوریاں شروع ہوئیں یا جہاں سے ڈاکے شروع ہوئے اور اس ملک اور قوم کو لوٹنا شروع ہوا ہے وہاں سے احتساب شروع ہونا چاہیئے۔ جناب میں خدائے نور صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں جو انہوں نے فرمائی ہے کہ اسلامی احتساب حضرت عمر فاروق (رضی) کا وہی احتساب ہونا چاہیئے اور جب تک وہ احتساب نہیں ہوگا ہم ان گندگیوں سے اور ان چوروں اور ڈاکوں سے محفوظ نہیں رہ سکتے اور یہ اسی طرح ہوتے رہیں گے۔ کوئی ایک کو بچاتا رہے گا، کوئی دوسرے کو بچاتا رہے گا۔

ہم مسلمان ہیں اور پاکستانی ہیں ہمیں اسلام اور پاکستان پر کسی کو بھی وہ خواہ صاحب اقتدار ہو یا صاحب اختلاف ہو یا ان کے علاوہ اور بھی کوئی ادارہ ہو۔ کوئی بھی ہو ان سب کے لئے ایسا احتساب اور ایسا قانون بنانا چاہیئے کہ ان سب کا احتساب ہو۔ اس میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کرنا چاہیئے۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم احتساب چلتے ہیں۔ ہم حکومت کے ساتھ ہم احتساب کے

بل کو بھی پاس کروانا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ جتنی بھی پارٹیاں ہیں ان سب کو اعتماد میں لیا جائے۔ اس کے لئے میں ایک تجویز عرض کرتا ہوں کہ ناز کے بعد ان سب کو بلا کر اعتماد میں لے کر اس بل کو پاس کروانا چاہیئے اور اس میں جو بھی طریقہ کار جو بھی amendment ہو اس پر ان سب کو متفق ہو کر آگے چلنا چاہیئے۔ تاکہ اس میں جو خامیاں ہیں یا جو کچھ اس میں کرنا ہے تو سب مل کر اس کو کریں اور ایسا بل بنائیں کہ کل اس میں کوئی غامی نہ رہے اور کوئی بھی نہ جھوٹ سکے۔ جناب چیئرمین! ہم قانا کی طرف سے اس بل کو پاس کرنا چاہتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس میں اگر کوئی کمزوری ہے یا جن علاقوں کو نہیں لیا گیا، اور بھی ایسی جگہیں ہیں جہاں اس بل میں ان لوگوں کے احتساب کے لئے کوئی چیز نہیں ہے، اس کو بھی لایا جائے۔ کسی نے اگر قانا کو اگر لونا ہے تو ان کو بھی لایا جائے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں نے آپ کا بہت زیادہ وقت لیا۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ راجہ صاحب اب مناء اللہ زہری صاحب رہ گئے ہیں، ابھی ایک پارٹی کی نمائندگی رہتی ہے۔ لیکن وقت ہو رہا ہے ناز کا بھی وقت ہو رہا ہے تو would it not be appropriate کہ پھر ناز کے بعد رکھ لیا جائے۔ تین بجے ٹھیک رہے گا۔ شک صاحب آپ کیا فرماتے ہیں؟

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ میں بھی یہی کہنا چاہ رہا تھا۔

جناب چیئرمین۔ کیونکہ اب ناز کا وقت بھی ہو رہا ہے، تیاری بھی لوگوں نے کرنی ہے۔ میرے خیال میں مناء اللہ زہری صاحب بات کر لیں، یہ ٹھیک رہے گا۔ We have another five or ten minutes. کیا اس کمیٹی والے مسئلے پر اتفاق ہو گیا ہے؟

راجہ محمد ظفر الحق۔ جی ہو گیا ہے۔ اچھا ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین۔ اچھا تو مناء اللہ زہری صاحب پانچ منٹ بات کر لیں پہلے تو پھر I will put that Motion. وہ مجھے دے دیں جو Motion agree کر لیا ہے وہ مجھے دے دیں۔ جی جناب زہری صاحب۔

سردار مناء اللہ زہری۔ شکریہ، جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا اس احتساب بل پر۔ جناب چیئرمین! جہاں تک احتساب کی بات ہے تو ہم کہتے

ہیں کہ اعتبار ہونا چاہیئے اور کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہوگا جو اعتبار کی مخالفت کرے گا لیکن جو اعتبار کا طریقہ کار ہے اس کے متعلق جو سیاسی لوگ ہیں، جو سیاسی ذہن رکھتے ہیں، جن میں سیاسی شعور ہے، وہ اعتبار کے طریقہ کار پر اختلاف کریں گے اور اسی حوالے سے ہمیں بھی کچھ اختلافات ہیں۔

اول تو جس طرح اہل خنک صاحب نے کہا ہے کہ ہم ضرور مسلم لیگ کے allies ہیں، ہم مسلم لیگ کو مرکز میں support کر رہے ہیں لیکن میں یہ بھی وضاحت کروں کہ ہم بلوچستان والے کھلے دل کے ساتھ مسلم لیگ کی مرکز میں حمایت کر رہے ہیں اور اس حوالے سے حمایت کر رہے ہیں کہ 1947 سے لے کر آج تک بلوچستان کے لوگوں پر، بلوچستان کی لیڈر شپ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ ہم تو ہمیشہ anti federation رہے ہیں اور جب پاور میں آتے ہیں تو ہمیشہ فیڈریشن کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس حوالے سے، اس دفعہ ہم نے مسلم لیگ کی unconditional support کی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم بالکل ہی rubber stamp بن جائیں اور ہمارے سامنے جو بھی کاغذ لا کر رکھ دیا جائے، اس پر ہم ہاتھ اٹھا دیں۔ اس کی نہ تو ہمارا ضمیر اجازت دیتا ہے اور نہ ہی بلوچستان کے لوگ اس کی اجازت دیتے ہیں نہ ہماری سیاست اس کی اجازت دیتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ وضاحت سے دوبارہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ ہم کھلے دل کے ساتھ نیشنل اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں فیڈرل گورنمنٹ کو سپورٹ کر رہے ہیں لیکن مسلم لیگ آج بھی بلوچستان میں اپوزیشن میں بیٹھی ہوئی ہے اور وہ بلوچستان گورنمنٹ کے خلاف intrigues کر رہے ہیں اور وہاں بلوچستان گورنمنٹ کو گرانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں لیکن ہم ان حوالوں میں، ان باتوں میں نہیں جانا چاہتے ہیں لیکن ہم برابری کی بنیاد پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو بھی بل آئے یہاں پر، ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو اعتماد میں لے کر مشورے سے لیا جائے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم جب صبح یہاں آتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ہماری میزوں پر بل پڑے ہوتے ہیں اور ہمیں کچھ پتہ نہیں ہوتا ہے کہ بل کیا ہے اور کیا نہیں ہے اور کس طرف سے آیا ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح عدائے نور صاحب نے کہا کہ ہمارے دوسرے دوست اور ساتھی بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم اس پر بیٹھ کر راجہ صاحب سے اور مسلم لیگ کے دوسرے لیڈر صاحبان سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ ناز کے وقفہ کے بعد اگر وقت دے دیں

تو راجہ صاحب اگر چاہتے ہیں تو ہم سے بات کر لیں۔ ہماری کچھ reservations ہیں، ہم یہ reservations ان کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ ہم کوئی بلیک میل کر رہے ہیں۔ بخدا ہم نے کبھی بھی بلیک میلنگ کی سیاست نہیں کی ہے اور نہ ہی ہم بلیک میلنگ کی سیاست کرنا چاہتے ہیں لیکن ہماری چند گزارشات ہیں اور یہ اصول کی بات ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مسلم لیگ کے لیڈران کے ساتھ بات چیت کریں اور ان کی خدمت میں یہ باتیں پیش کریں۔

جناب والا! جہاں تک احتساب کا تعلق ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ احتساب ہو لیکن اس کی بھی کبھی اجازت نہیں دیں گے کہ صرف احتساب ایک ہی پارٹی کا ہو۔

(اس موقع پر اپوزیشن کی طرف سے ڈیسک بجائے گئے)

میں گورنمنٹ کے benches پر بیٹھے ہوئے ایک اصولی بات کروں گا۔ آپ لوگوں کو خوش کرنے کے لئے نہیں کر رہا ہوں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ احتساب سب کا ہو 'treasury benches' کا بھی احتساب ہو اور جو لوگ اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں، ان کا بھی ہو۔ میں اس میں چند ترامیم لانا چاہتا ہوں۔ راجہ صاحب بھی نوٹ کر لیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ احتساب ہو تو 1985 سے ہو۔ اول تو یہ احتساب 1947 سے شروع کیا جائے۔ جناب چیئرمین! یہ کہاں کا انصاف ہے اور کہاں کی تک ہے کہ 38 سال تک تو آپ ملک کو لوٹتے رہیں۔ اس کے بعد پانچ سال تک پھر آپ ملک کو لوٹتے رہیں اور جو آپ کے باقی سات بچتے ہیں، ان کا احتساب کریں۔ اس لئے اگر احتساب کرنا ہے تو پچھلے 43 سال کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اور اس میں سب کا احتساب ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو ادارے ہیں، بوروکریٹس ہیں، دوسرے بالا ادارے ہیں ان سب کا بھی احتساب ہو، ہمارے بہت سارے دوست اصول پرستی کی بات کرتے ہیں لیکن انہوں نے نام نہیں لیا ہے۔ سب کا احتساب ہونا چاہیئے۔ کس نے اس ملک کو لوٹا، کس نے اس ملک کو کھایا، کس وجہ سے اور کون سے عوام ہیں جن کی وجہ سے ملک اس حال کو پہنچا ہے۔ ہمارے ہاں ایک مثال ہے۔ بیوی شوہر کا نام جالتے ہوئے بھی اس کا نام نہیں لیتی ہے۔ فلاں کے ابا، بیٹی کا نام لیکر فلاں کے ابا، ہم جالتے ہیں کہ ہمارے ملک کو کس نے لوٹا، کس نے اس ملک کو اس حال تک پہنچایا لیکن آج میں اس ایوان میں افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں۔ جذباتی بھی نہیں ہوں۔ بڑے اپنے sense میں ہوں۔ بڑے ہوش و حواس سے کہہ رہا ہوں کہ افسوس کی بات ہے کہ سینٹ ایوان بالا ہے۔ اس کے ممبران بھی آج چپ سادھے ہوئے ہیں اور

یہ نہیں کہتے، صرف ایک دوسرے کے اوپر الزام تراخیاں کرتے ہیں، ایک دوسرے پر کچھ اچھالتے ہیں، ایک دوسرے کو گالیاں دینے میں لگے ہوئے ہیں۔

جناب ہم چاہتے ہیں کہ اعتبار ۱۹۴۷ء سے ہو، یورو کریسی کا اعتبار ہو، سیاستدانوں کا اعتبار ہو، اعتبار ان لوگوں کا ہو جنہوں نے شب خون مار کر اس ملک پر گیارہ، گیارہ بارہ سال تک حکومت کی، اعتبار ان لوگوں کا ہونا چاہیئے جن سے کسی نے پوچھ گچھ نہیں کی۔ اعتبار ان لوگوں کا ہونا چاہیئے جو کسی کے سامنے جوابدہ نہیں تھے۔ آج جن لوگوں کا اعتبار ہو رہا ہے۔ اس وقت اسمبلی موجود تھی۔ وہاں پر سینٹ تھی۔ وہ تو لوگوں کے سامنے جوابدہ تھے۔ آج آپ ان لوگوں کا اعتبار کر رہے ہیں۔ لیکن آپ ان لوگوں کا اعتبار کیوں نہیں کر رہے جو کسی کے سامنے جوابدہ نہیں تھے۔ نہ اس وقت کوئی نیشنل اسمبلی موجود تھی، نہ اس وقت کوئی صوبائی اسمبلی موجود تھی، نہ کوئی سینٹ موجود تھی۔ ان لوگوں کا اعتبار ہونا چاہیئے۔ ہم کہتے ہیں وہ لوگ جو پاکستان کی جمہوریت پر شب خون مارتے تھے، ان کا بھی اعتبار ہونا چاہیئے۔

ہم چند اصول لے کر آئے ہیں اور ان اصولوں پر ہم بات کریں گے۔ اعتبار ہو، ہر حوالے سے اعتبار ہو، لیکن میں یہ نہیں کہوں گا کہ ۱۹۹۰ء سے اعتبار ہو۔ ہم نہیں چاہتے کہ ۱۹۹۰ء سے اعتبار ہو، ہم اس کی مخالفت کریں گے اور ہمیشہ سے ایسی چیزوں کی مخالفت کرتے آئے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس کی مخالفت کریں۔ ہم بلوچستان کے لوگوں کی آواز یہاں پر پہنچا رہے ہیں اور بلوچستان کے لوگوں کی جو خواہشات ہیں، اس ایوان میں اس کو ہم پہنچا رہے ہیں۔ جناب اعتبار ہر حوالے سے ہونا چاہیئے۔ اعتبار بڑے لوگوں کا بھی ہونا چاہیئے۔ بڑے صوبوں کے حوالے سے بھی میں بات کروں گا۔ بڑے صوبوں کا بھی اعتبار ہونا چاہیئے۔ جہاں پر چھوٹے صوبوں کے حقوق غصب کئے گئے۔ کیا یہ کرپشن نہیں ہے۔ چھوٹے صوبوں کو حقوق نہیں دیئے جاتے۔ کیا یہ کرپشن نہیں ہے۔ چھوٹے صوبوں کو میا میٹ کیا جاتا ہے۔ چھوٹے صوبوں کے حقوق کی شنوائی نہیں ہوتی ہے۔ کیا یہ کرپشن نہیں ہے۔ صرف چند پیسے کھا جانا کرپشن ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی کرپشن میں آتا ہے۔ جس قوم نے، جس ملک نے، جس صوبے نے، پاکستان کو تسلیم کیا ہے جو اپنے آپ کو پاکستانی کہتے ہیں۔ آج بھی آپ آئیں چھوٹے صوبوں کی حالت دیکھیں۔ ان کے عوام کمپرسی کی حالت میں گزارہ کر رہے ہیں۔ ان کا برا حال ہے وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے۔ وہاں پر سڑکیں نہیں ہیں۔ وہاں پر علاج کے لئے آپ کو ڈسپیرن کی ایک

گولی نہیں ملتی ہے اور ہم ادھر ایوان بالا میں بیٹھ کر بڑی باتیں کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اب ناز کا وقت ہو رہا ہے۔

سردار مناء اللہ خان زہری۔ بات کرتے ہیں۔ یہ بھی کرپشن ہے۔ بڑا صوبہ چھوٹے صوبوں کے حقوق غصب کر رہا ہے۔ یہ بھی کرپشن میں آتا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اب ۱۹۹۷ء ہے۔ اب ۱۹۹۰ء اور ۱۹۷۰ء نہیں رہا۔ جناب اب آپ کو لوگوں کے حقوق دینے ہوں گے۔ اب آپ کو چھوٹے صوبوں کے حقوق کی بات کو سننا ہوگا۔ اب آپ کو چھوٹے صوبوں کے حقوق دینے ہوں گے۔ اگر آپ حقوق نہیں دیں گے تو میں آپ کو اس ایوان کے توسط سے جتا دینا چاہتا ہوں کہ Russia ٹوٹ سکتا ہے تو پھر اس دنیا میں کوئی بھی چیز impossible نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی، بہت مہربانی۔

سردار مناء اللہ خان زہری۔ جناب چیئرمین میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں۔ اعتبار کے حوالے سے بالکل ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم اعتبار چاہتے ہیں لیکن اعتبار کچھ اصولوں پر ہو، ہر حوالے سے اعتبار ہو۔ بلوچستان کے حوالے سے میں خاص طور پر کہتا ہوں، بلوچستان کے حوالے سے، پنجاب، اسلام آباد والے عدارا ہماری گزارشات ذرا سن لیا کریں۔ وہاں بھی ذرا توجہ کر لیا کریں۔

Mr. Chairman: Thank you. So there is this motion before the House.

I think there is consensus, so we do not go to the formalities.

It has been moved by Senator Mohammad Ajmal Khattak, Raja Mohammad Zafar-ul-Haq, Senator Aftab Ahmed Sheikh that a special committee be formed, to look into the matter regarding the 28 missing persons in Karachi, with all assistance from the provincial and federal administrations and submit the report along with its recommendations to the House within two months. The Committee shall consist of the following members:

Senator Sayed Aqil Shah, convener, Senator Aftab Ahmed Sheikh, member, Senator Khuda-e-Noor member, Senator Pervez Rashid, member.

(The motion was carried)

جناب چیئرمین۔ جمعہ کا وقت ہو گیا ہے تو تین بجے تک ملتوی کریں۔ جی راشدی

صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب مسلم لیگ کی حلیف جماعتوں نے جو اصول کی باتیں کی ہیں۔ امید ہے کہ جمعہ کی نماز کے بعد بھی اس پر قائم رہیں گی۔

(قلمتے)

جناب چیئرمین۔ اچھا راجہ صاحب! تین بجے یا ساڑھے تین بجے تک ملتوی کریں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ تین بجے رکھیں جی۔

Mr. Chairman: The House is adjourned to meet again at 3 pm.

[The House then adjourned to meet again at 3 of the clock in the afternoon of the same day.]

(نماز جمعہ کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین۔ جی جناب اور کس نے بات کرنی تھی بل پر۔ راشدی صاحب آپ

کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔ اچھا جی۔ جی جناب صاحب آپ بات کر لیں، خشک صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

جناب محمد اجمل خان خشک۔ جناب چیئرمین! ہم بل کو پاس ہونے دیتے ہیں مگر کچھ شرائط کے ساتھ۔

جناب چیئرمین۔ جی ٹھیک ہے، وہ شرائط سامنے آجائیں گی۔ جی جناب جنوئی

صاحب صرف میں دو دو تین تین منٹ ہر ایک کو وقت دوں گا۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ میں request کروں گا کہ ہماری طرف سے یعنی گورنمنٹ پارٹی

کی طرف سے اب بل کے اوپر کوئی بات نہ کرے۔

جناب آفتاب احمد شیخ - جناب چیئرمین! ہم سب نے بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مسئلے پر جو بھی صورت حال ہے تفصیل، تو ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ بل کو پاس کیا جائے گا as it is جو بھی ہے۔ بیس بائیس سینٹرز تھے لیکن اس کے بعد گورنمنٹ سے بات ہو گئی ہے لہذا گورنمنٹ بھی ہماری ہے میاں صاحب سے بھی بات ہوئی ہے کہ اس میں جو کچھ ترمیمات ہیں ایک کمیٹی بنا کر ہم پیش کریں گے اس کو پاس کیا جائے گا اس کمیٹی میں مسلم لیگ بھی شامل ہے and will sit down اور جو objectionable portions ہیں اس پر بات کر کے ہم amending bill لائیں گے بعد میں۔ یہ بات کر لی گئی ہے۔

جناب چیئرمین - اس جانب سے کوئی کچھ کہنا چاہے گا راشدی صاحب اس جانب سے کوئی نہیں بولنا چاہ رہا۔

جناب حسین شاہ راشدی - کمیٹی بنائیں گے اس میں اے این پی کو جو اعتراضات ہیں جو ایم کیو ایم کو اعتراضات ہیں وہ تو اس میں incorporate ہو سکتے ہیں اور جو ہمارا موقف ہے اس کی نمائندگی کہاں ہو گی۔

جناب چیئرمین - وہ بھی آپ بات کر لیں ناں ان سے۔

جناب حسین شاہ راشدی - کن سے جناب!

جناب چیئرمین - راجہ صاحب سے۔

جناب حسین شاہ راشدی - قبد راجہ صاحب تو راجہ ہیں میں ان کی پر جا، مگر یہ کہ جب ہمیں وہ بلائیں تو ہم ان کو اپنا موقف دینے کے لئے جائیں، اگر کمیٹی بنتی ہے تو اس میں ہم بھی شامل ہوں گے۔ پھر بہتر صورت یہ ہے، عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ پھر مکمل consensus کے ساتھ بل لایا جائے۔ یہ حکومت کو ایک زرین موقع ہے کہ وہ اپنی نیک نیتی اور صاف دامنی دکھانے کے لئے consensus بل لے آئے اگر فقط جو ہے وہ ایم کیو ایم اور اے این پی اور دیگر حلیف جماعتوں کو جو مسلم لیگ کے سیاسی حرم میں داخل ہیں، ان سے مل کر اگر یہ بات کریں گے تو بات نہیں بنے گی، اس لئے میری گزارش یہ ہو گی راجہ صاحب کو کہ اپوزیشن کو بھی اس میں شامل کریں۔

جناب چیئرمین - Any body else wants to say anything on this جی جناب صدر علی عباسی صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے جی آپ فرمائیں۔

جناب اعجاز علی خان جتوئی - Sir لیڈر آف دی ہاؤس نے ہمیں treasury benches پر بٹھا دیا۔ جناب ہمارے پاس بھی حقائق ہیں یہ نہیں ہے کہ ہم صرف صبح سے سنتے رہے ہیں once for all 'سفید اور کالا ظاہر ہونا چاہیئے قوم کے سامنے' یہ اس طرح سے بیٹھ کر باتیں کرنا کہ جی accountability ہو میں تو کہتا ہوں جناب کہ ہم ہر چیز میں تیار ہیں لیکن اگر دوستوں کو اتنا ہی شوق ہے اس پر بحث کرنے کا تو ہم بھی تیار ہیں ہم بھی بات کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین - ٹھیک ہے دیکھ لیتے ہیں ناں اب چونکہ تفصیل سے بات ہو گئی ہے اب تھوڑا تھوڑا وقت میں دوں گا زیادہ وقت نہیں دوں گا اب زیادہ بات لمبی نہیں ہو گی۔ جی راجہ صاحب آپ کیا کہہ رہے تھے۔

راجہ محمد ظفر الحق - جناب چیئرمین! میں نے اسی لئے گزارش کی تھی کہ بطور ایک اکثریتی جماعت کے اور جتنی بھی allied parties ہیں اپوزیشن کی طرف سے اگر کوئی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو پسند نہیں بھی ہیں تو حوصلے سے ان کو سن لینا مناسب ہے بجائے اس کے کہ اسی کے اوپر بحث ہو اور جو اصل مقصد ہے وہ رہ جانے اس لئے کوئی حرج نہیں ہے اس کے لئے اور موقع بہت ہے۔

جناب چیئرمین - تو ٹھیک ہے۔ صدر عباسی کدھر ہیں۔ وہ پانچ منٹ بولنا چاہیں گے۔ سب کو نہیں دو، تین کو بولنے کا موقع مل سکتا ہے۔ اب دیکھیں ناں تمام پارٹیوں کی نمائندگی ہو چکی ہے۔ اب میں صرف دو، دو، تین، تین منٹ کے لئے اجازت دے سکتا ہوں وہ بھی ان کے لئے جن کو بہت بے تابی ہے کہ میری بات رہ گئی ہے۔ اگر کوئی نئی بات شامل کرنا چاہتا ہے تو دو، دو، تین، تین منٹ ایک، ایک یا دو، دو آدمیوں کو مل سکتے ہیں، لیکن اب بحث مکمل ہو چکی ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ تمام پارٹیوں کے نمائندوں نے اپنی اپنی تقریریں کر لی ہیں، بڑی وضاحت و بلاغت کے ساتھ نقطہ نظر سامنے آ چکا ہے اور اب stage یہ ہے کہ میں موشن put کروں لیکن چونکہ میں نے صدر علی عباسی سے وعدہ کیا تھا کہ آپ کو پانچ منٹ دوں گا۔ I want to give him some time.

اب بست ہو چکی ہے I think under the rule now, I am entitled to start putting the motion before the House. لیکن چونکہ میری ایک صدر علی عباسی سے commitment تھی۔ I want to give some time to Safdar Ali Abbasi.

Mian Raza Rabbani: Sir, you had agreed to give me the time.

جناب چیئرمین۔ دیکھتے ہیں ناں دو دو تین تین منٹ کر لیتے ہیں۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب والا! دو دو تین تین منٹ میں کہاں اپنے خیالات کا اظہار ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں ناں۔ میرے خیال میں اب آپ کو محہ نہیں کرنا چاہیے۔ رضا ربانی صاحب نے بڑی اچھی ایک گھنٹے کی تقریر کی ہے۔ So آپ کی پارٹی کا موقف آچکا ہے۔ اب یہ کوئی مفہد نہیں بنتا اس طرح تو House of Common میں بھی بل پاس نہیں ہوتا کیونکہ وہاں پر 650 آدمی ہوتے ہیں تو اس لئے میرے خیال میں کچھ ڈسپن کا آپ کی جانب سے بھی مظاہرہ ہو کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی تفصیل سے بات ہوئی ہے اور جتنی اچھی بات ہوئی ہے۔

I must appreciate that you have been able to bring out some very good points on both sides of the House about this bill and it is important that they should

come out, but Now the time has come when I think we should be brief. صاحب۔ اب آپ جلدی سے فرمائیں۔ اب جلدی سے بات کرنا ہو گی۔ اب میں دو دو تین تین منٹ دوں گا اور ایسی بات کریں جو پہلے رضا ربانی صاحب نے نہ کہی ہو because repetition is not allowed now.

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب چیئرمین صاحب! میں وقت کا خیال رکھوں گا۔ میں انشاء اللہ نکتے ہی دوسرے بیان کروں گا۔ جناب چیئرمین صاحب! میں طبعاً خوش مزاج ہوں اور روزانہ کوئی نہ کوئی ایسی ہنسی مذاق کی بات ہوتی رہتی ہے۔ مجھے کل ایک اخبار نویس ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا جناب راشدی صاحب آپ روزانہ سینٹ میں آنے سے پہلے کوئی مزاحیہ بات سوچ کر آتے ہیں تو میں نے کہا کہ نہیں۔ تو پھر انہوں نے کہا کہ پھر آپ کیسے بات کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ سینٹ میں آتے ہی کوئی وزیر صاحب نظر پڑھ جاتا ہے تو اس سے میری مزاح کو شہ

مٹی ہے مگر آج میں رنجیدہ ہوں۔ آج جو بل آیا ہے اس نے واقعی نہ فطرت مجھے نہ فطرت اپوزیشن کو مگر میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم کو منہموم کر دیا ہے۔ اس پر ایک شعر ہے کہ

حیلے ہر بات پر آتی تھی ہنسی

آج کسی بات پر نہیں آتی

یہ ایک انتہائی غلط بل حکومت نے پیش کیا ہے۔ یہ وہ بل ہے جس سے دو مرتبہ مسلم لیگ حکومت اپنے موقف سے ہٹ چکی ہے۔ یہ ایک انتہائی اچھا موقع تھا، یہ مسلم لیگ کے لئے زرین موقع تھا کہ وہ ایسا احتساب کا بل لائے، ایسا احتساب کا قانون پاس کرتے کہ وہ شفاف ہوتا، شفاف نظر آتا اور کوشش یہ کرتے کہ وہ سب کی مہارت سے بات کر کے اور ایک منصفہ بل لے آتے تو پوری قوم اس سے خوش ہوتی۔ گزشتہ چھ آٹھ ماہ سے پوری قوم کا یہ مزاج بن چکا ہے کہ وہ احتساب کے عمل پر ایمان رکھنے لگے ہیں اور قوم کو احتساب پر ایمان ہو چلا ہے۔ جو اعتماد بحال ہونا چاہیئے تھا وہ جو آج بل پیش کیا جا رہا ہے یا ابھی نوید سنائی گئی ہے کہ اسے منظور کیا جائے گا اس کی شکایت بعد میں درست ہو گی۔ یہ قوم کے لئے ایک بہت بری خبر ہے۔ جناب! یہاں بڑے اصول کی باتیں کی گئی۔ اب جو مسلم لیگ کی لائیڈ پارٹیز ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ بھی ہونا چاہیئے، یہ بھی ہونا چاہیئے اور کہا کہ جمعہ کی غار کے بعد فیصلہ کریں گے۔ میں نے سمجھا کہ شاید اللہ سے سجدہ ریز ہو کر اور اللہ سے ہدایات حاصل کریں گے مگر معلوم یہ ہوا کہ وہ مسلم لیگ سے بات کرنا چاہتے تھے۔

جناب آفتاب شیخ نے ایک عجیب موقف پیش کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اس میں یہ بھی چیز غلط ہے، یہ بھی چیز غلط ہے، یہ بھی چیز غلط ہے، مگر ہم بل منظور کرائیں گے۔ یہ تو جناب چیئرمین! کچھ ایسا فحش ہے کہ ایک خاتون کے کہ یہ جو دوہا ہے وہ لود ہے، وہ لنگڑا بھی ہے، کانا بھی ہے، معذرو بھی ہے مگر چونکہ بینڈ بابا اور بارات لے کر آیا ہے لہذا فی الحال میں عارضی طور پر اپنی عصمت اس کے حوالے کرتی ہوں بعد میں طے ہو گا، اور اگر شادی کامیاب نہ ہوئی تو ذمہ دار دوہا ہو گا دولہن نہیں ہو گی۔ یہ ہے میاں آفتاب شیخ صاحب کا موقف۔ جناب ہمیں اس میں بڑی احتیاط برتنی چاہیئے اور میں یہی چاہتا ہوں کہ ہم اپنا موقف تاریخ کے لئے آج رقم کر لیں۔

جناب چیئرمین۔ آپ کو بھی احتیاط اور دولہن کو بھی احتیاط برتنی ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ نہیں۔ یہ بل اعتبار کا بل نہیں ہے۔ یہ بل میری نظر

میں چند بااثر افراد، کچھ پسندیدہ افراد کی بدعنوانیوں، بد اعمالیوں کو تحت فراہم کرنے کی ایک حکمت عملی ہے جس میں ہمیں ایک پارٹی بنایا جا رہا ہے۔ جناب کیا وجہ تھی کہ جب 1985ء سے اعتبار کے لئے ایک بات بن چکی تھی، جب دو روز پہلے حکومت نے خود بھی یہ طے کر لیا تھا کہ 1985ء سے اعتبار شروع ہوگا تو کیا وجہ تھی کہ دو دن کے اندر اس میں پانچ سال کم کر دیئے گئے۔ کوئی چیز تو تھی جس کی پردہ داری مقصود ہے۔ اصل جو خرابیاں ہیں وہ 1985ء کے بعد شروع ہوئی ہیں، جتنے بینک لوٹے گئے، جتنی غیر قانونی صنعتیں بنیں، جتنے بھی آج باثروت افراد دیکھتے ہیں وہ 1985ء کے بعد کی پیداوار ہیں۔ ہم اس پر متحقق تھے کہ 1985ء سے کریں حالانکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ آپ اس کو 5 جولائی 1977ء تک لے جائیں۔ زہری صاحب نے بڑی اچھی بات کی تھی کہ ان کا اعتبار کیوں نہ ہو جو قوم پر شب خون مار کے اور قوم کی مرضی کے خلاف آئے، وہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں تھے، انہوں نے ملک پر دس دس گیارہ گیارہ سال حکومتیں کیں۔ ان کا اعتبار کیوں نہ ہو، ان کے پروردہ لوگوں کا اعتبار کیوں نہ ہو، ان کے پاتو لوگوں کا اعتبار کیوں نہ ہو۔ یہ تمام چیزیں آپ کو کچنی چاہئیں، قوم کو کچنی چاہئیں کہ یہ کیا وجہ تھی کہ اپناک Standing Committee کے ذریعے اور ایک ہنگامہ کر کے جلدی جلدی نیشنل اسمبلی سے بل پاس کروایا گیا۔ اس سے مسلم لیگ کی کوئی نیک نامی نہیں ہوتی۔ پھر یہ ایک عجیب موقف ہے کہ صاحب چونکہ کل بل کی زیر ختم ہو رہی ہے لہذا آپ اس کو آب حیات آج کے دن پلا دیں ورنہ حالت خراب ہو جائے گی۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب دونوں ایوان گزشتہ ایک ماہ سے ساتھ چل رہے ہیں اور آپ کو یہ بھی علم تھا کہ اس کی زندگی کل ختم ہو رہی ہے تو آپ نے اس سے پہلے یہ بل کیوں سینٹ اور نیشنل اسمبلی میں پیش نہیں کیا۔ مگر یہ نہ فطالپوزیشن کو، نہ فطال قوم کو، مگر اپنے حلیفوں اور اپنے ساتھیوں کو دھوکہ دینا چاہتے تھے۔

جناب چیئر مین۔ راشدی صاحب مہربانی کر کے اس کو wind up کریں۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ تو انہوں نے اپنے حلیفوں کو بھی دھوکہ دینا چاہا۔

کیونکہ ان میں بھی بڑے بااثر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اس بل کو دیکھتے تو ضرور اس پر اعتراض کرتے۔ لہذا یہ انہوں نے دھوکہ دہی کی، ہم سب کے علاوہ انہوں نے اپنے حلیفوں کے

ساتھ بھی دھوکہ کیا ہے۔ جناب مسلم لیگ بڑی ابھی جماعت ہے۔ اس کو ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ ان کو مینڈیٹ بھی حاصل ہے۔ پھر ان کے ساتھ MQM والے بھی ہیں۔

جناب چیئرمین، راشدی صاحب، ٹائم کا ذرا خیال رکھیں۔

جناب حسین شاہ راشدی، جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں کافی لوگ بولنے کے لئے پایہ رکاب تھے۔ اگر ان کا ٹائم مجھے دیا جائے تو ان کا ٹائم بھی میں لوں گا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے اگر وہ آپ کو ٹائم دیتے ہیں۔

جناب تاج حیدر، جناب چیئرمین! اس بل کی وجہ سے ملک میں بہت کرپشن بڑھے

گا۔

جناب چیئرمین، بہر حال اگر آپ کی تقریر سے ختم ہو سکتا ہے تو ضرور کیجیے۔

جناب تاج حیدر، نہیں، نہیں تقریر سے تو ختم نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی، ہم ۲ ارکان بولیں گے۔

جناب چیئرمین، بحث کا اختتام بھی کیا جاتا ہے۔ اگر تینوں نے بولا ہے تو

پھر راشدی صاحب آپ ختم کریں۔ آپ کا ٹائم ہو گیا ہے۔ آپ نے پہلے سے ۱۰ منٹ تقریر کی ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی، جناب چیئرمین! اللہ مسلم لیگ کو اقتدار میں رکھے۔ اب آپ اگر

علم کرتے ہیں تو بند کرنا ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں request کر رہا ہوں۔ آپ سے ہمیشہ request ہوتی ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی، میں مختصراً بات کروں گا کیونکہ رضا ربانی صاحب اس پر

کافی بول گئے ہیں۔ میں کہوں گا کہ احتساب سیل بنانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ جب پہلے قانون میں ایک آزاد اور خود مختار ادارہ چیف احتساب کمشنر کی صورت میں موجود تھا تو اس پر احتساب سیل کیوں مسلط کیا گیا ہے۔ رضا ربانی صاحب نے کہا کہ احتساب کمشنریٹ کو پوسٹ آفس

بنایا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ نہیں۔ ان کو جو چیئرمین ہیں، اعتبار سیل کا نائب قاصد بنایا گیا ہے۔ اس کے پاس کمپلیٹ جوائے وہ خود تحقیقات نہ کریں بلکہ چیئرمین صاحب کو بھیجیں۔ وہ چیئرمین کون ہوگا، اس کی کوئی qualification نہیں ہے۔ قانون میں یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کس قسم کا شخص ہوگا۔ کیا اس کی qualification ہوگی۔ کیا اس کی remuneration ہوں گی۔ نہیں ہے۔ اب آپ اندازہ کریں کہ سینیٹر سیف الرحمان صاحب ہیں۔ اب میں نے یہاں سے چیف اعتبار کمشنر کو ایک درخواست بھیجی۔ چیف اعتبار کمشنر نے کوئی کام اس پر نہیں کرنا ہے۔ وہ درخواست جناب سینیٹر سیف الرحمان صاحب کو بھیجیں گے۔ سینیٹر سیف الرحمان صاحب پاکستانی شرلاک ہومز بن کر "ٹوپلا" "پہن کر" ٹروپ لے کر تحقیقات کے لئے نکلیں گے۔ پھر وہ رپورٹ پیش کریں گے چیف اعتبار کمشنر کو اور پھر اس کا اور کوئی کام نہیں ہے۔ وہ پھر اعتبار بیچ کو بھجوا دے۔ یہ اعتبار سیل محض اس وجہ سے لایا گیا ہے کیونکہ چند ایک نازک قسم کے ریفرنسز چیف کمشنر کو بھیجے گئے ہیں۔ چونکہ وہ خود مختار ہے۔ تحقیقاتی ادارے اس کے ماتحت کئے گئے ہیں۔ ان سے تحقیقات کراتا تو حکومت کے لئے embarrassment کی پوزیشن شروع ہو جاتی۔ پھر اس کے بعد PPP نے بھی اپنے ہاں ایک اعتبار سیل بنایا ہوا ہے۔ جس کا میں بھی ممبر ہوں اور ہمارے سامنے جو حکومت کے کارندوں اور حکومت کے وزراء کی تفصیل آئی ہیں وہ اتہائی بھیانک ہیں۔ ہم بھی اپنے طور پر ریفرنسز تیار کر کے چیف اعتبار کمشنر کو بھیجنا چاہتے تھے، مگر انہوں نے ہماری جو راہ تھی اس کو بھی بند کر دیا۔ اب ہر چیز جو ہے وہ پاکستانی شرلاک ہومز کے پاس جائے گی۔ اگر اس کے پاس کوئی ڈاکٹر وائٹن ملا تو ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جناب۔ راشدی صاحب wind up کریں۔

جناب حسین شاہ راشدی : جناب چیئرمین ! بالکل میں ابھی wind up کرتا ہوں۔

بہت کچھ کہنا تھا۔

معزز اراکین، شرلاک ہومز کون تھا۔

جناب حسین شاہ راشدی : شرلاک ہومز جاسوس تھا۔ اتہائی مقبول۔ آپ نے پڑھا

نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ جی راجہ صاحب آپ تشریف رکھیں جب آپ کی باری آئے گی تو دیکھیں گے۔ جی راشدی صاحب ختم کریں۔ جی قائم علی شاہ صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ نہیں جناب ایک بات کرنی ہے مہربانی کریں۔

جناب چیئرمین۔ اچھا ایک بات کر لیں۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ حکومت کو بہت بڑا مینڈیٹ ملا ہے۔ بڑا مینڈیٹ اور کامیاب حکومت فقط تعداد پر نہیں چلتی ہے۔ اس کے اندر کچھ عقلمند لوگ، کچھ سنجیدہ لوگ، کچھ مہر لوگ جو ہیں وہ ہونے چاہئیں جس طرح راجہ صاحب۔ اگر وہ حکومت میں ہوتے تو یہ حکومت چلتی۔ جناب آخری تاجدار اودھ محمد شاہ رنگیلا اس کو آپ کتنا ہی سٹائیں ازدواجی معاملات میں وہ بڑا سوشلسٹ واقع ہوا تھا۔ انہوں نے کبھی رنگ و نسل کی تفریق نہیں کی۔ ان کا دل ایک بہشت پر آگیا ان کو داخل حرم کیا اور اس کا نام رکھا نواب آب رساں بیگم۔ کچھ عرصے کے بعد ایک فاکروب (بھنگن) پر ان کا دل آگیا اور اس کو بھی داخل حرم کر کے اور اس کا نام نواب مصطفیٰ بیگم رکھا۔ اور جب اس محترمہ نواب مصطفیٰ بیگم نے امور مملکت میں دخل دینا شروع کیا تو آپ نے دیکھا کہ سلطنت اودھ کا کیا حشر بنا۔ میری فقط دعا ہے کہ اللہ نواز شریف صاحب کے ان مصطفیٰ بیگمات سے پاکستان کو بچائے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جناب قائم علی شاہ صاحب اب بہت مختصر کیونکہ آپ کا زیادہ وقت راشدی صاحب نے لے لیا ہے۔

سید قائم علی شاہ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ بل جو آج پیش کیا گیا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے اور پوری قوم کی نظریں اس بل پر لگی ہوئی ہیں اور اس کی بہت publicity کی گئی کہ احتساب ہو احتساب ہو۔ لیکن جب یہ بل آج صبح ہمارے سامنے آیا تو یہ وہ مثال ہے کہ کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا۔ اس بل میں آپ دیکھیں گے it is a totally one

sided bill, very harsh, punitive and directed against only to single out a party

which is the Opposition party اس میں اور کچھ نہیں ہے آپ دیکھیں گے کہ جیسے کسی کو کوئی مارے، چلانے والا بھی وہ اور مارنے والا بھی وہی۔ اور اسی طرح سے اس بل میں ہے اس کی خصوصیات یا اس کے جو نقائص ہیں اس پر کافی مسٹر ربانی نے بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ

fundamental rights کے خلاف بھی ہے یہ بل۔

Let the learned Advisor for Law again see atleast for once whether my contention is correct. It is hit by Article 12 of the Constitution about Fundamental Rights. Mr. Chairman, if you read the Article, it says that the protection against the retrospective punishment, the bill is being made retrospectively, or the offense if any person has committed any offense five years back, the law should be applicable when that offense was committed and that law should have been applicable.

Mr. Chairman: There is Section 29 in this bill which specifically deals with your problem.

29 دیکھ لیں۔

Syed Qaim Ali Shah: Yes, sir, I will come to that, but Constitution overrides.

Mr. Chairman: But that infact follows the Constitution.

وہ قانون کی provision کو repeat کر رہا ہے۔

Syed Qaim Ali Shah: Section 29, yes, sir, let me read out that.

جناب چیئرمین۔ جی آپ پڑھ لیں اور اس کے بعد میرا خیال ہے وائٹڈ اپ کریں۔

سید قائم علی شاہ۔ لیکن پھر

there is no need to mention all these offices in the definition clause of this Bill, President is included, Prime Minister is included. I will read this Article 12 alongwith Article 248 of the Constitution where there is protection provided to the President, Prime Minister, Ministers and different other offices. Now Sir, on the one hand Constitution provides the protection to these dignitaries or the important offices and what Article 248 says :

"The President , Governor, the Prime Minister, Federal Ministers, Ministers of State, the Chief Minister and Provincial Ministers shall not be answerable to any court for the exercise of powers and performance of functions of their respective offices or for any act done or purported to be done in the exercise of those powers and performance of those functions.

Now Sir, indemnity is provided here to these offices and then they cannot be punished retrospectively for their actions which were done in 1995 or 1986 or 87 when they had indemnity and therefore, Sir, providing these offices in this Bill is totally against the Constitution, unwarranted and I would say it not irregular but illegal. Now Sir,

جناب میں نے جیسے کہا کہ آئین میں جو provide کیا گیا ہے آرٹیکل 12 retrospective effect اگر اس کو نہیں ہے تو پھر آپ 85ء سے 90ء سے کیسے آپ punishment دے رہے ہیں - 90ء سے ان offences کو کیسے ' جب اس میں ایک طرف indemnity clause ہے پھر آپ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے اگر کوئی offence کیا ہے which is protected under the Constitution لیکن کیا ہے اگر 90ء میں یا 91ء میں

Can you punish those people, can you bring home the offence against him? I would say, No. Because Constitution is the supreme law . It is not sub-servient to this miniature legislation.

اب جناب میں نے جیسے کہا کہ لاہ جو ہے اس کو بہت ہی سوچ سمجھ کر frame کرنا چاہئے چونکہ یہ بار بار نہیں بنتا اور اب ہمارے دوستوں نے ' میرے دل میں ان کے لئے بڑی عزت ہے کہا ہے کہ جناب فی الحال تو پاس کر لیں

having reservation on this law they want to give amendments and want to amend the law. They are not happy and satisfied. If still they say that let us pass, let us get through it

جیسے کوئی کسی چیز سے تنگ آجاتا ہے اس کو کہتا ہے کہ پھینک دو، کسی طرح سے بھی اس

کو ختم کر دو اور اسی طرح سے عاجز ہو کر یہ لاہ پاس کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس سے کسی طرح سے بھی گورنمنٹ کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ میرا تو خیال یہی ہے اور پھر بعد میں کہتے ہیں کہ کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔ پھر کہاں اینڈ منٹس آتی ہیں اور پھر کہاں پاس ہوتی ہیں

amendments

I am sorry , I am taking your time but I am very much relevant to this piece of legislation.

جناب چیئرمین ، ذرا وائٹڈ آپ کریں ناں۔

Syed Qaim Ali Shah: But this is quite different submissions I am making before you. I am not repeating what Mr. Raza has said.

Mr. Chairman: I am just saying

کہ آپ وائٹڈ اپ کرنا شروع کریں کیونکہ وقت کافی ہو گیا ہے۔

سید قائم علی شاہ ، اگر آپ اتنا تنگ ہیں تو میں بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔ I think

it is in the benefit of we people who are the parliamentarians that we should

debate it properly. ایک طرف تو صبح legislation ملا ہے۔ اور پھر اس پر بھی تھوڑی سی

کوشش کی ہے تو اس کو بھی آپ سننا نہیں چاہتے۔

جناب چیئرمین ، نہیں ، نہیں ، میں سننا چاہتا ہوں۔

سید قائم علی شاہ ، میں اس پر پھر repeat کرتا ہوں کہ ابھی آپ نے دو دن پہلے

لاہ پاس کیا تھا about interpretation اس میں کہا گیا ہے کہ the power has to be

exercised justly, fairly in the interest of justice. ابھی پہلے تو آپ ہیں ، ہم آپ سے ہی

کہیں کہ آپ تو power exercise اتنا جلدی نہ کریں۔

جناب چیئرمین - ابھی جلدی ہے ، صبح سے We are arguing since 10.30 hours.

سید قائم علی شاہ - جناب چیئرمین ! یہ لیمٹیشن تو ایسا ہے کہ دس دن تک تو اس

کو زیر بحث رہنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین - اچھا، چونکہ یہ بالکل ہی الگ نوعیت کا سیشن ہے۔

سید قائم علی شاہ - جو کہ which is very harsh جیسے کہ میں نے پہلے کہا

It is harsh, punitive, Sir, it can be directed not only against us, at present it might be added that it has been directed against us but it will go against them also in future. Time will be coming when they will repent upon it also, to pass such a punitive and balck law.

میں اس کو بیک لاہ کہتا ہوں۔ اب جناب اس قانون میں شروع میں ہی جو definitions of accused دی گئی ہیں اس پر میں تھوڑا سا عرض کرتا ہوں۔ اس میں کہا گیا ہے

Accused shall include a person in respect of whom information under Sub-Section (i) of Section 16 shall be deemed to have been recorded, that means an FIR is recorded

اب سیکشن 16(1) کہتا ہے۔ کہ

References to be given by the Ehtesab Cell and that will be considered as FIR, not only that will be considered as an FIR, it will be a charge sheet rather, because then the function as is defined and said by Mr. Rabbani, that the function of the Ehtesab Commissioner will be to only send the reference to the concerned High Court to agitate, where it will be agitated.

تو اس میں میرا عرض یہ ہے کہ یہ جو investigation teams اس میں لگی گئی ہیں، ایک تو احتساب سیل جو ہے اس کی کوئی definition نہیں ہے صرف چیئرمین کی ہے۔ وہ بھی جو definition آپ دیکھیں اس میں کوئی qualification نہیں ہے۔

جناب چیئرمین - نہیں وہ بات راشدی صاحب نے کی ہے۔

سید قائم علی شاہ - نہیں جناب کسی نے نہیں کہا۔

جناب چیئرمین - راشدی صاحب نے یہی پوائنٹ اٹھایا تھا کہ اس کی definition

کوئی نہیں ہے qualification نہیں ہے۔

Syed Qaim Ali Shah : He has not explained it, I am submitting.

جناب چیئر مین۔ جی کافی وقت ہو گیا ہے۔ جی جناب صدر علی عباسی صاحب۔

(interruption)

جناب چیئر مین۔ اگر آپ نے اور نہیں بولنا ہے تو I will put the motion.

(مداخلت)

جناب چیئر مین۔ صدر عباسی صاحب آپ کچھ بولنا چاہیں گے۔

Shah Sahib is very relevant. ان حالات میں جناب چیئر مین !

relevant.

Mr. Chairman : I will give him two more minutes.

دو اور منٹ قائم علی شاہ صاحب۔ دو اور منٹ۔

سید قائم علی شاہ - میں جناب relevant تھا۔

جناب چیئر مین - نہیں جناب relevant تو سارے ہیں -

I think Raza Rabbani Sahib was very relevant. He has touched all the things.

سید قائم علی شاہ۔ جناب میں نے احتساب سیل کے بارے میں یہ کہا تھا کہ

definition is given. It is said that the Ehtesab Cell means, Cell set up by the

Federal Government for the purpose of investigation and enquiry of offences

under this Act . جناب اب جناب اتنے بڑے لوگوں کے خلاف یہ سیل انکوائری کرے گا۔ جس

میں پرائم منسٹر ، ایکس پرائم منسٹر ، موجودہ پرائم منسٹر چیف منسٹر اور اتنے بڑے بڑے

dignitaries ہوں گے اور اس کے خلاف جب investigating کرنے والا ، اب اپوائنٹ کرنے

والا بھی وہی اور اس کے خلاف جو sub-ordinate ہے وہ انکوائری کرے گا۔ تعینات لائسنسری

کرے گی یا Prime Minister کرے گا یا کون کرے گا اور وہ subordinate کیا جرات کرے گا

کہ اس کے خلاف انکوائری کرے، the cell will be appointed by the Federal Government,

government means Prime Minister or the Minister concerned یہ ایک بہت ہی important anomaly ہے اور بلکہ قانون کا مذاق ہے کہ وہ subordinate جس کو appoint گورنمنٹ کرے اور وہ کون ہوں گے ' cell میں کون ہوں گے - کسی کی definition نہیں ہے سوائے چیئرمین کے who will be super human اور اس کی بھی qualification کچھ نہیں اگر آپ اس پر دیکھیں گے۔ میں پڑھنا نہیں چاہتا اور آپ قائم بھی دینا نہیں چاہتے۔

جناب چیئرمین۔ جی ہاں کافی time ہو گیا ہے۔

سید قائم علی شاہ۔ لیکن چیئرمین کی بھی qualification کوئی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی نہیں ہے۔ آپ نے ایک بات کہہ دی ہے۔

سید قائم علی شاہ۔ اب اس میں کون کون ہوں گے cell میں اور ان کی کیا qualification ہو گی اور ان کی کیا expertise ہوں گی for the sake of investigation کچھ نہیں لکھا۔ ایک طرف لکھا ہوا ہے کہ دوسری agencies کو investigation کرنے کا حق نہیں ہو گا، نہ پولیس کو ہو گا، نہ FIA کو ہو گا باقی جس کی وہ مدد چاہیں لے سکیں گے۔ یہ تو عجیب سا کام ہو گیا جناب کہ وہ لوگ جو layman ہیں وہ جو politically motivated ہیں۔ جب جس cell کا head جو ہے۔

(interruption)

جناب چیئرمین۔ اب میرا خیال ہے please wind up جی۔

Syed Qaim Ali Shah: I am sorry sir if you point out .

Mr. Chairman: O.K . Safder Ali Abbassi sahib you want to say something.

Dr. Safdar Ali Abbasi: Yes sir I want to say.

Mr. Chairman: Please Safder Ali Abbassi sahib.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب بلیدی کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ please صدر علی عباسی صاحب۔ بیدی صاحب آپ کے پارٹی کے لیڈر نے بات کر لی ہے۔ ایک منٹ صدر علی عباسی صاحب پہلے۔ جی۔
ڈاکٹر صدر علی عباسی۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے موقع دیا۔ جناب 'رضا ربانی صاحب۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ ذرا time دیکھ لیں کہ کیا ہوا ہے۔
ڈاکٹر صدر علی عباسی۔ میں ابھی بولنا شروع نہیں کرتا ہوں آپ پہلے سے روک لیتے ہیں۔
جناب چیئرمین۔ میں نے یہ کہا کہ آپ کو بعد میں مجھ نہ ہو کہ آپ نے کم time لیا ہے۔

ڈاکٹر صدر علی عباسی۔ میں time نہیں دیکھتا۔
جناب چیئرمین۔ اچھا آپ نہ دیکھیں میں نے دیکھ لیا ہے۔
ڈاکٹر صدر علی عباسی۔ O.K. آپ دیکھیں۔
جناب چیئرمین۔ O.K. جی۔

ڈاکٹر صدر علی عباسی۔ رضا ربانی صاحب نے بات کی 'حاجی صاحب! بہت آرام سے بولوں گا۔ چیئرمین صاحب بولنے نہیں دیتے' آپ کہتے ہیں آہستہ بولیں 'میں کیا کروں' میں کہاں جاؤں 'میں تو جاؤں کدھر' میں تو جاؤں کدھر' مجھے یہ تو آپ بتائیں۔
جناب چیئرمین۔ O.K. جی۔

ڈاکٹر صدر علی عباسی۔ جناب میں عرض کرنا چاہوں گا کہ رضا ربانی صاحب نے صبح یہ کہا تھا کہ حکومت آپ کی credibility کو بہت tax کر رہی ہے۔ جناب میں یہ عرض کروں گا کہ روز روز کی suspension of the rules قطعاً نا مناسب ہے۔ مجھے آپ کا وہ attitude یاد ہے پچھلے تین سال میں جب بھی rules کی suspension کی بات آتی تھی 'آپ ملک قاسم

صاحب کو، راجہ ظفرالحق صاحب کو دونوں کو کہتے تھے کہ بھئی مل کر طے کر لیں تو میں rule suspend کراؤں گا وگرنہ نہیں۔ یہ آپ کا پورا تین سال کا ریکارڈ ہے۔ میں اس سے پہلے نہیں جانا چاہتا لیکن میرے خیال میں پہلے بھی اسی طرح ہوتا رہا ہے۔ اس کے بعد جناب، جب کبھی بھی ایک قانون پاس ہوتا تھا اور اپوزیشن واک آؤٹ کر جاتی، آپ ہمیں کہتے تھے کہ اب اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے، آپ مہربانی کر کے اس قانون کو کل لے آئیں۔ ہمارا جناب، آپ سے گھم ہے وہ یہ ہے کہ اس دن important banking laws کو rule suspend کر کے پاس کروایا گیا کہ ایک بل پہ اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی، حکومت نے دیکھا کہ جی موقع ہے، کرو دھڑا دھڑ legislation دھڑا دھڑا legislation اور یہ بھی بیٹھے رہے۔ میں جناب بڑی ہی معذرت سے کہوں گا کہ آپ اس میں شریک ہوتے ہیں اور میں آپ کو بخدا! کہہ رہا ہوں کہ آپ کے لئے دل میں جو عزت ہے، پورے all over Pakistan اس پارلیمنٹ کے اندر، نہ صرف اس پارلیمنٹ کے اندر بلکہ اس پارلیمنٹ سے باہر بھی کہ وسیم بھاد کے بارے میں ایک رائے رکھی جاتی ہے۔ میں بخدا آپ کو کہہ رہا ہوں کہ حکومت آپ کی اس credibility کو tax کروا رہی ہے۔ آج جناب مجھے خوشی ہے کہ کم از کم کل خورشید شاہ اکیلا تھانیشنل اسمبلی میں، اکیلا وہ بول رہا تھا، وہ اکیلا اس بل کی خامیاں بتا رہا تھا۔ اس کے بعد کچھ ہو یا نہ ہو، اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے لیکن میں آج اتنا ضرور خوش ہوں کہ کل اکیلے خورشید شاہ نے جو نیشنل اسمبلی کے اندر آواز اٹھائی تھی، وہ تمام سینٹ کی آواز بن گئی ہے جو بھی اس کا نتیجہ نکلے، آج کم از کم مسلم لیگ کے allies, partner یہ کہنے پہ مجبور ہیں کہ آپ کا یہ بل غلط ہے۔ وہ اور بات ہے کہ اپنی کوئی باتیں ہوں، وہ allies ہیں، ان کے ساتھ گورنمنٹ میں بیٹھے ہیں۔ شاید وہ ان کو چھوڑنا چاہتے ہوں لیکن آج جو کچھ یہاں دوپہر میں ہوا جناب total lack of confidence in the government in the Senators میں صرف اتنا عرض کروں گا بڑی باتیں ہوتی تھیں دو تہائی اکثریت two third majority کو بتا کر کے پیش کیا جاتا تھا۔ آج جناب two third majority exploded in their faces اب ان کو support ان کے allies کی conditional ہے غیر مشروط نہیں ہے، مشروط ہے۔ آج یہاں پہ کھڑے ہو کے ایک ایک ممبر نے، خٹک صاحب نے، خدائے نور صاحب، آفتاب شیخ نے سردار مینا اللہ زہری نے حتیٰ کے حاجی عبدالرحمن صاحب نے کھڑے ہو کر یہ کہا کہ اگر آپ کو سپورٹ ہم کرتے ہیں تو کنڈیشنل ہے غیر مشروط نہیں ہے۔ تو میں آپ

کو بتا دوں کہ آج آپ کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے، ہم یہاں پر کھڑے ہو کر کہتے تھے کہ یہ legislation کی جو bulldozing ہے یہ نہیں چلے گی۔ یہ جس طرح آپ laws لا رہے ہیں یہ قطعاً غلط ہے۔ ہم نے کھڑے ہو کر کئی بار کہا اور میں آپ کو خدا کی قسم کھا کر کہوں کہ ہم نے انہیں واقعی سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ میں پھر یہ کہتا ہوں کہ اس دفعہ کی اپوزیشن ان کو موقع دینا چاہتی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ یہ خود موقع کو avail نہیں کرنا چاہتے۔ آپ کیوں بلڈوز کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ضرورت پڑی ہے آپ کو اس bulldozing کی۔ ادھر خدائے نور صاحب اس وقت نہیں بیٹھے۔ آپ دیکھیں کہ ایک ساتھی اس وقت اس ہال میں موجود نہیں ہے۔ انہوں نے clear cut کہا ہے کہ اگر آرڈیننس آپ نے بڑھانا ہی ہے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اگر ایک دن مزید آرڈیننس بڑھا دیں آپ ایک دفعہ اور لاگو کر دیں پھر ہم سے بل پاس کروائیں۔ کیا فرق پڑے گا۔ جب آپ یہ بات مان رہے ہیں کہ یہ legislation defective ہے آپ اصرار کر رہے ہیں۔ راجہ ظفر الحق کھڑے ہو کر اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ legislation defective ہے تو کیا ضرورت پڑی ہے اس کو آج پاس کرنے کی۔ defective legislation کو postpone کریں۔ کیا آپ کا بن جانے گا آپ کو ایک مہینہ مل جائے گا۔ وہ مہینے کے اندر آپ کیا کر لیں گے۔

آپ کیا سمجھتے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے کوئی چوڑیاں پھینکی ہوئی ہیں۔ یہ جناب احتساب کے ہر سفر سے گزری ہے۔ 77 سے گزری ہے اس وقت یہ نہیں ہوتے تھے۔ مٹری ٹریبونلز ہوتے تھے۔ جس کو ہیڈ برگئیڈ کرتا تھا۔ سیشن جج اس کا ممبر ہوتا تھا۔ ہمارے لوگ ہمارے بزرگ اس احتساب سے گزر کر آئے ہیں۔ جناب احتساب کی بات ہو رہی ہے۔ ابھی میں ساتھ پہ آیا ہوں کل میں بچپاس پر آؤں گا۔ میں جناب عرض کر رہا تھا کہ اس بل کے اندر جناب! یہ کیوں بچپاسی کو avoid کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے جناب سمجھ نہیں آتی کہ آفتاب شیرپاؤ، منظور احمد وٹو، سردار عارف نکئی ان پر یہ کیس بن سکتا ہے کہ انہوں نے illegal پلائس الٹ کیے۔ کیا نواز شریف پر وہ کیس نہیں بن سکتا۔ میں ہال کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ اور پھر repeat کرتا ہوں کہ دو سو ستر پلاٹ نواز شریف نے ایک رات کے اندر 5 نومبر 1990 کو الٹ کیے۔ 270 پلاٹ ایک رات کے اندر in relaxation of all rules کیا وہ کیس نہیں ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کو تو کیا یاد کرو گے۔ بھٹو پر اپنی باتیں چلی جائیں گی۔ جناب پلیز انہیں کہیں کہ مجھے ڈسٹرب نہ کریں۔

انہوں نے ایک رات میں الٹ کیے۔ تو آج شیر پاؤ کھڑے میں کھڑا منظور وٹو کھڑے میں کھڑا ہے۔ تو نواز شریف کیوں نہیں کھڑا ہے۔ کیا اسی لیے یہ 85 کو یہ نظر انداز کر رہے ہیں۔ جناب میرے پاس یہ پوری لٹیں ہیں میں انشا اللہ اس کو کیوں کہ آج ٹائم نہیں ہے اور میں ریکارڈ ٹیبل نہیں کر سکا ہوں۔ یہ میرے پاس لٹیں ہیں ڈیڑھ کروڑ کی جگہ نواز شریف نے نقصان پہنچایا۔ دو کروڑ کی جگہ دوسری جگہ پہنچایا۔ چار کروڑ تیسری جگہ۔ ڈھائی کروڑ کی یہ ایف آئی آر کئی ہوئی ہیں ایل ڈی اسے لاہور کی۔ جو پائلس الٹ ہوئے ہیں۔ دو دو کنال کے بارہ ایک کنال کے انیس پلاٹ یہ ساری میرے پاس لسٹ موجود ہے۔ جو میں رکھوں گا ان سب کے سامنے۔ آپ کے سامنے بھی رکھوں گا۔ اور قوم کے سامنے بھی رکھوں گا۔ میرے پاس جناب یہ لسٹ ہے ایک سو اکتیس ایکسائز کے سب انسپکٹر نواز شریف نے بطور Cheif Minister appoint کیے۔ in relaxation of all rules. کیا بات ہے کہ آپ چچاسی کو اتنی conveniently نکال کر لے جا رہے ہیں۔ اس دور کو جس دور میں سب سے زیادہ اس ملک میں کرپشن ہوئی۔ جو کرپشن کی بنیاد ہے چچاسی اس کو آپ آرام سے نکال کر لے جا رہے ہیں۔ اس لیے کہ وہ نواز شریف کے خلاف جاتی ہے۔ اور پھر اس کے بعد جب بات کرتے ہیں 90ء کی اس کے بعد 90ء کا پیریڈ بھی نکال رہے ہیں۔ کس کو نہیں پتہ۔ ریکارڈ پر آپ کی بات ہے کہ پندرہ ارب میں اس کی بات نہیں مانتا۔ بلوکیب سکیم میں خرچ کیے گئے۔ کون ذمہ دار ہے۔ آج collections واپس نہیں ہو رہیں۔ تیس ارب روپے موٹر وے پر خرچ ہوئے کون ذمہ دار ہے اس کا۔ کیا اس سارے عمل کا جو 90ء کے بعد کا ہے سیف الرحمن اس کا احتساب کرے گا۔ سیف الرحمن جس کے اپنے احتساب کی ضرورت ہے۔ جناب پہلی دفعہ میں آپ کو کھل کر یہ بات بتا رہا ہوں کہ پرائم منسٹر سیکریٹریٹ کا جو استحقاق ہے جو sanctity ہے، خدا کی قسم آج اس کی دھجیاں اڑانی جا رہی ہیں۔ وہاں پر مارچر سیل بنائے جا رہے ہیں۔ بنائے ہوئے ہیں۔ کیمرے فٹ ہوتے ہیں۔ ویڈیوز نکلتی ہیں۔ وہاں ایف آئی اے کے، پولیس کے، کرائم کے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہاں ایف آئی اے، پولیس اور کرائمز برانچ کے لوگ بیٹھے ہوتے ہیں وہاں ریکارڈنگ ہو رہی ہوتی ہے، کیا آپ وزیراعظم ہاؤس کی کوئی sanctity چھوڑ رہے ہیں کیا یہ چیز ایف آئی اے کے سٹر میں نہیں ہو سکتی۔ آپ ایک ایسے شخص کو جس کا اپنا ماضی داغدار ہے اس کو آج آپ کہتے ہیں کہ وہ احتساب سیل کو head کرے۔ کیا یہ انصاف ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ وہ اچھا اور سادہ ہے اس کا پہلا بیان یہ ہے کہ

آصف زرداری کو ہم نہیں چھوڑیں گے۔ بھائی ہم تو سمجھتے تھے کہ تم independent ادارہ ہو۔ portray یہ کیا جا رہا ہے کہ آپ independent ہو، آپ آتے ہی کہتے ہو آصف زرداری کو نہیں چھوڑیں گے۔ کل قومی اسمبلی میں ان کے پارلیمنٹری سیکریٹری ظفر علی شاہ صاحب کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ تم چور ہو، تمہیں نہیں چھوڑیں گے کیا صرف ہمارا احتساب ہوگا۔ اگر ہمارا احتساب ہوگا تو اس سے زیادہ احتساب کے عمل سے ہم کئی دفعہ گزر چکے ہیں۔ خدا کا خوف کریں، ہمیں آپ نہیں توڑ سکتے۔ پیپلز پارٹی کو آپ کبھی نہیں توڑ سکیں گے۔ ہاں ہم احتساب کو مانیں گے، بخوشی مانیں گے اگر یہ across the board ہو، fair ہو۔ سب کو دلائل کا موقع ملے۔ ہم اس احتساب کو ضرور مانیں گے۔ لیکن اس احتساب کو جس کے ذریعے آپ one sided accountability کریں اور آپ ایک one party state قائم کرنے چلے ہیں۔ ہم اس کو نہیں مانیں گے۔ اہل شک صاحب، آفتاب شیخ صاحب بے شک مان لیں۔ ہم اگر چار بھی یہاں بیٹھے ہوں گے تو ان کے خلاف آواز اسی طرح اٹھے گی جیسے آج اٹھ رہی ہے کل بھی اسی طرح ان کے خلاف آواز اٹھے گی۔ ان کی مرضی ہے جیسے وہ چاہیں کریں، ہمارے محترم ہیں۔ ہمارا ان سے پرانا تعلق ہے انہوں نے اپنے فیصلے خود کرنے ہیں لیکن ہم آپ کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اس طرف اگر چار یا پانچ یا چھ جو بھی حضرات بیٹھے ہوں گے وہ ان کو ایوز کریں گے اور مسلسل ایوز کریں گے۔

ایک بات چیف احتساب کمشنر کے متعلق ہے۔ آپ رولز تو پڑھیں کہ ایک sitting judge اس میں یہ کہا ہے کہ ایک retired judge بھی ہو سکتا ہے، وہ sitting judge بھی ہو سکتا ہے۔ ایک sitting judge of the Supreme Court ان اختیارات کے ساتھ اس کو احتساب کمشنر بنانے جا رہے ہیں۔ کچھ خدا کا خوف بھی ہوتا ہے۔ Do you think that superior judiciary آپ کو اچھا لگے گی، do you think that کل سپریم کورٹ کے کسی جج کو کہیں کہ آ کر چیف احتساب کمشنر بنے under this law, will he become the Chief Ehtisab Commissioner. No body worth his name جس کی کوئی integrity ہے وہ اس قانون کے تحت چیف احتساب کمشنر بننے کو کبھی تیار نہیں ہوگا۔ جناب والا! ایک اور عرض کرتا چلوں۔ آج کل آپ میرے ساتھ بہت بخیل ہو گئے ہیں۔

Mr. Chairman: I don't think Raza Rabbani will agree with you.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! میں آخری عرض کرتا ہوں۔ آخری عرض
 سلطان گواہ کے متعلق ہے۔ اس کے approver ہونے کے بارے میں۔ کچھ خدا کا خوف کریں۔
 ایک شخص کو آپ کہہ رہے ہیں کہ تم آج سے approver ہو۔ تم نے یہ بیان فلاں کے خلاف دیا
 ہم نے تمہیں approver بنا دیا اور وہ بھی کس سے with the prior approval of the
 Federal Government یعنی وفاقی حکومت منظوری دے گی تو approver بن جائے گا، نہیں
 دے گی تو نہیں بنے گا۔ یعنی اگر ان کے کسی بندے کے خلاف کیس ہو تو چاہے تو
 approver بنائیں چاہے نہ بنائیں۔ اگر ہمارے خلاف کوئی کیس ہو تو کسی کو ڈنڈے مار کر
 approver بنا دیں اور اگر وہ خدا کا بندہ کچھ خوف خدا کی وجہ سے آکر احتساب کمیشن میں جب
 وہ سچ کے سامنے جائے اور وہاں اپنا بیان reject کرے کہ جی میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، تو
 پھر تم accused ہو۔ جناب آج تک یہ Criminal Procedure Code اور یہ Pakistan Panel
 Code اور ایسے approvers ہوں، خدا کی قسم اس کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ کبھی ہوا ہے جب
 آپ نے کسی کو approver nominate کیا تو he is an approver, he may reject his
 confession. He is an approver. He can't be an accused. بنا
 دیا، جب چاہا اس کو approver بنا دیا۔ پھر چاہا تو پھر سے accused بنا دیا۔ راجہ صاحب میں
 آپ کو بتا رہا ہوں کہ یہ حالات جو آپ کے جا رہے ہیں اور جو آپ یہاں دیکھ رہے ہیں۔ آج آپ
 ریزر سے کھیل رہے ہیں اور اس ریزر سے مت کھیلیں۔ آپ کے پاس اکثریت نہیں رہے گی۔
 آپ کو پتہ نہیں آپ لوگوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور 14th June کو جو کچھ سرتاج عزیز
 صاحب آپ کے ساتھ کرنے والے ہیں وہ بھی آپ کے ریکارڈ پر آنے گا۔ میں 14th June کو
 آپ سے پوچھوں گا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوا ہے اور بخدا میں کہہ رہا ہوں ضروری نہیں کہ کل کو
 ہم اقتدار میں ہوں ہو سکتا ہے ہم اقتدار میں نہ ہوں لیکن کل آپ بھی اقتدار میں نہیں رہیں گے
 ۔ پھر جو شخص آنے گا وہ جو کچھ آپ لوگوں کے ساتھ کرے گا آپ کو وقت بتائے گا۔ آپ
 لوگوں میں اس کو برداشت کرنے کی سکت نہیں ہوگی۔ بہت شگریہ، بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین، جناب اسماعیل بییدی صاحب، آپ کے پارٹی کے ممبر تو پہلے ہی
 بول چکے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی۔ دو منٹ جناب، صرف دو منٹ۔

جناب چیئرمین، چلیں دو منٹ بول لیں۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی - شکریہ جناب چیئرمین ! چونکہ یہ ایک اہم بل ہے میں اس میں حیران ہوں کہ احتساب کون کرے گا اور کس کا کرے گا تو اس کے لئے میری تجویز ہے کہ اس احتساب کے لئے بیرون ملک سے ایک ٹیم لائی جائے کیوں کہ یہاں کوئی مجھے ایسا بندہ نظر نہیں آتا ہے کہ وہ احتساب کے قابل ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہاں انتظام چلانے کے لئے، محکموں کو چلانے کے لئے یہاں کے جتنے بھی bureaucrats ہیں وہ سب اس میں involve ہیں - یہاں کوئی ایسا department نہیں ہے جس کا سیکریٹری، ڈائریکٹر، XEN ایس ڈی او اس احتساب سے بچ سکتا ہو تو اس کے لئے یہ ہے کہ A to Z ان کو نکال کر یا کوئی انقلاب لائے تا کہ جتنے بھی لوگ یہاں ہیں، نواز شریف کس کس کا احتساب کرے گا - میں اس لئے کہتا ہوں کہ یہاں اسلامی نظام لاؤ - جب اس ملک میں اسلامی نظام نافذ ہو گا اس وقت پھر ہر ایک اپنا محاسبہ خود کرے گا - جب تک اس ملک میں اسلامی نظام نہیں ہے اس وقت تک میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہاں کوئی احتساب ہو گا کیوں کہ یہ صرف غریبوں کے لئے ہو گا - کوئی سیکریٹری، کوئی بڑا آدمی اس میں نہیں آئے گا اور جس کی سٹارش ہو گی، 'اقدار والی پارٹی کی' favour میں کوئی Secretary ہو گا وہ کرپشن کرتا رہے گا۔ جس کی سٹارش نہیں ہو گی جو اپوزیشن کے طرف سے ہو گا وہ اس احتساب کی زد میں آ جائے گا۔ میں یہ مشورہ دیتا ہوں کہ یہ احتساب کا سیل جو قائم کیا گیا ہے وہ صرف ان بے چاروں کے لئے ہے جن کا کوئی سٹارش نہ ہو اور وہ صرف غریبوں کے لئے ہو گا اس میں کوئی بڑا آدمی نہیں آ سکے گا تو لہذا یہ ایک شوشہ ہے اور اگر احتساب کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں کوئی بھی بندہ، چاہے وہ اس پارٹی کا ہو، چاہے دوسری پارٹی کا، جو بھی ٹھکے ہیں ان میں سے ہر ایک نے 50 سال تک اس ملک کو لوٹا ہے۔ اس میں کسی نے اس ملک کو معاف نہیں کیا ہے۔ تو بہتر یہ ہے کہ اس ملک کے غریبوں کے ساتھ جو مذاق ہو رہا ہے یعنی احتساب سیل کے بہانے سے ایک سیل قائم کیا گیا ہے، وہ اسی لیے ہے کہ جو منظور نظر لوگ ہیں وہ اس میں محفوظ ہوں گے جو ناپسند لوگ ہیں وہ اس کی زد میں آ جائیں گے۔ خدا را ! اس ملک کو، ابھی بس کریں، اس

کا جو 50 سال تک کباڑہ کیا گیا ہے ، ابھی خدا کے لئے اس کو بھجور دیں اور میں اس میں اس لیے بھی خوش ہوں کہ خدا کرے ، بلوچستان کو 50 سال تک جو نظر انداز کیا گیا ہے اور ان پر جو پسماندگی ٹھونس گئی ہے اور جو فنڈ ان کا غضب کیا گیا ہے تو شاید وہ جنہوں نے بلوچستان کو 50 سال تک پسماندہ رکھا ہے شاید وہ بندے بھی اس احتساب کی زد میں آ جائیں اور منظر عام پر آ جائیں کہ وہاں بلوچستان کے لوگوں کا کیا حال ہے اور اس صوبہ بلوچستان کو پاکستان کا صوبہ ہوتے ہوئے وہاں زندگی کی کوئی سہولت میسر نہیں ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ خدا کرے اس احتساب بل میں وہ بھی منظر عام پر آ جائیں ۔ لہذا میں جمعیت علماء اسلام کی طرف سے اس بل کی بالکل مخالفت کرتا ہوں اور یہ صرف شوشہ ہے تا کہ آئندہ جو کل کے اثرات ہوں گے ، وہ لوگ جو ابھی اس کی حمایت کر رہے ہیں ، مجھے افسوس ہے ، جنہوں نے اس بل کے حق میں تقریریں کی ہیں وہ انشاء اللہ ایک دو ماہ کے بعد خود متاثر ہو جائیں گے لہذا ہم اس کی کبھی حمایت نہیں کریں گے ۔

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔

Law Advisor Sahib would you like to speak on this now or would you like to speak on it later?

Mr. Khalid Anwar: Later, sir.

Mr. Chairman: Later. O.K., I will now put the motion before the House.

Mian Raza Rabbani: Sir, before you put the motion I would most humbly just take one minute and I would state sir, that I had stated earlier that we believe in the concept of accountability. We would have supported the government in this endeavour as we had done at the time of the 13th Amendment but since the government does not want to bring into the net of accountability the loan defaulters, the utility bill defaulters, the tax evaders and because of the fact that the government has created a supra body known as the 'Ehtesab Cell',

and has undermined the powers of the Chief Ehtesab Commissioner and has shifted the date from 1985 to 1990, whereas we had demanded that it should be from 1977, keeping all of this in mind and also now the added factor that Raja Sahib himself has stood up two minutes ago and has conceded to the fact that there are lacunas in this, that this is faulty legislation, therefore, the Opposition cannot be a party to faulty legislation and will not support this Bill and we will boy-cott the proceedings of the House.

جناب چیئرمین۔ جی ڈاکٹر عبدالحئی۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میں بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو احتساب کے بل کے نام پر سنگین مذاق قوم کے ساتھ ہو رہا ہے۔ حقیقت ہے بہت بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ ہمیں توقع تھی کہ واقعی احتساب ہو گا مگر میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے سرمایہ دار، جاگیردار جب بھی اقتدار میں ہوں گے یہ کبھی بھی احتساب نہیں کریں گے۔ یہ 13 کروڑ مظلوم عوام جنہوں نے ووٹ دیا ہے یا مینڈیٹ دیا ہے یہ ان کے ساتھ سنگین مذاق ہے۔ یہ قانون نہیں بن رہا ہے بلکہ حقیقت میں عوام کے ساتھ، لوگوں کے ساتھ اور خود ملک کے ساتھ اور ایسے حالات میں جب کہ ملک مالی طور پر بہت سنگین حالات سے دو چار ہے ہمیں اس کا احساس نہیں ہے اور 170 بلین ڈالر جو باہر جمع ہیں اس کے لئے بھی کوئی قانون نہیں ہے اور 30 ارب ڈالر کا ملک مقروض ہے، اتنے بڑے مالی بحران سے ہم دو چار ہیں مگر قانون ایسا بن رہا ہے کہ وہی پالیسیاں جنہوں نے پہلے ہی قیمتی سے اس ملک کو مشکلات سے دو چار کیا ہے، اس کی continuity ہے اور کچھ نہیں ہے اور میں بھی بطور احتجاج بائیکاٹ کرتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی۔ ہم بھی ہمیت العلماء اسلام کی طرف سے واک آؤٹ

کرتے ہیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین! جناب رضا ربانی صاحب نے کہا کہ میں نے خود کھڑے ہو کر یہ کہا ہے کہ اس میں lacunas ہیں۔ میں نے آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ ہمارا آپس میں یہ طے ہوا ہے کہ اس بل کی improvement کے لئے جو بھی کوئی تجاویز ہوں گی ان

کو ایک کمیٹی جو ساری اتحادی جماعتوں کی طرف سے nominate ہو گی وہ اس میں improvement تجویز کرے گی ، وہ amendments بل کی شکل میں لائی جائیں گی۔ یہ قطعاً غلط ہے کہ ہم نے کوئی concede کیا یا کوئی ایسی بات ہے ۔ وہ ایک اصولی بات ہے ، وہ اتحاد کی بات ہے ، اتفاق کی بات ہے ، سب کی مرضی کی بات ہے۔

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Gohar Ayub Khan, Minister Incharge of Law, Justice, Human Rights and Parliamentary Affairs that under rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of rule 110 of the said Rules in respect of the Bill to eradicate corruption and corrupt practices from public offices [The Ehtesab Bill, 1997] be dispensed with.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Next item No. 4.

Mr. Gohar Ayub Khan: Sir, I beg to move that the Bill to eradicate corruption and corrupt practices from public offices [The Ehtesab Bill, 1997] , as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Before that there was a motion by some members as an amendment to this, for reference of this to the Standing Committee but since they are no longer here, so this motion stands dropped. I will put the motion before the House;

It has been moved by Gohar Ayub Khan, Minister Incharge of Law, Justice, Human Rights and Parliamentary Affairs that the Bill to eradicate corruption and corrupt practices from public offices [The Ehtesab Bill, 1997] , as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The Motion was adopted)

Mr. Chairman: The motion is adopted. I will take up the matter clause by clause. The question is that clauses 2 to 31 do form part of the Bill.

(The Motion was adopted)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 31 do form part of the Bill. The question is that Clause 1 which is Short Title and Commencement and the Preamble form part of the Bill.

(The Motion was adopted)

Mr. Chairman: Clause 1 which is Short Title and Commencement and the Preamble do form part of the Bill. Next Item No.5.

Mr. Gohar Ayub Khan: Sir, I beg to move that the Bill to eradicate corruption and corrupt practices from public offices [The Ehtesab Bill, 1997], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved by Gohar Ayub Khan, Minister Incharge of Law, Justice, Human Rights and Parliamentary Affairs that the Bill to eradicate corruption and corrupt practices from public offices [The Ehtesab Bill, 1997], be passed.

(The Motion was adopted)

Mr. Chairman: And the Bill stands passed. Yes, Mr. Khalid Anwar Sahib.

Mr. Khalid Anwar: Sir, I want to say something about this Law. There were two main topics under consideration. One was the purely procedural one and the second is the substantive one. Now, I must say quite candidly, sir, that some of coalition partners and I have great respect and regard for them,

expressed certain reservations on the ground that they had not been given advance notice and I think the grievance was justified. I think that grievance was justified, it was inadvertent, it is something that all of us regret and Raja Sahib has been very active and as you have heard, sir, we have arrived by consensus at a solution that these matters will be taken up and considered.

I want to say something, sir, about the circumstances which have led to this rather unfortunate situation. We have been moving that the rules be suspended over the past several weeks. It is not a happy precedent, it is not something which makes me happy or pleased. All I can plead in extenuation is that we inherited 85 Ordinances, we inherited the sins and omissions of those members who are absent at this moment. Sir, I might have been tempted to say something, but when I look there, all empty chairs. The point is, sir, that during their tenure in office, there were singularly negligent in passing laws. During 1995, for example, only 4 Acts of Parliament were passed. It is, sir, disgraceful performance by any conceivable standards. When we came and took over office, we found a mountain of sins and omissions. We have been trying very hard to try and get rid of that pending legislation and the modality that we adopted was this, sir, those ordinances which were expiring earlier in point of time that is to say in March, were taken up first, then April, then May, then June and this is how it is that this particular bill comes at the fag-end of its life. It just so happens like that, so, we have also had the additional disadvantage, sir, that the committee system unfortunately was not operational. Now, the committees have been put in place, the Chairmen have been elected except for a few committees and we look forward during the coming weeks to a period of time in which bills will be moved through the committee stage, which is what should

normally happens, sir. So, we hope that unless there is a special urgency which can rise at any time, unless there is a special urgency, we will not be requesting you to suspend the rules, sir. That apart, sir, I would now like to say a few words, I am conscious of the time constraints, it is getting on, we all tired, but I would still like to say a few words about the substance of the bill. Now, sir, Senator Raza Rabbani began on a certain postillion. He stated and I agree with him, there is a well established legal procedure that one method of judging the fairness, the impartiality of a party is to examine its past conduct. So, what he did was, he took up the caretaker's ordinance, he took up the bill that the Ministry presented to the National Assembly and he took up the bill which came out of the Committee. He took out these three bills, he compared them, he contrasted them and then he made certain criticism. I think, fundamentally that is a fair procedure, it is a right procedure and this is most unfortunate the learned Senator forgot, he forgot, there is a fourth bill. This is the Ehtesab Bill which the Peoples Party presented. During their tenure of office, they also presented an Ehtesab Bill. Now, it would only be fair and proper that that bill should be taken up and contrast it with our bill. So, let us see which is the better bill. That whether Peoples Party presented or that which is now before the House. I have with me Sir, the Peoples Party's bill. It is most extraordinary and illuminating document. And I will just invite your attention, sir, to a few of the important sections.

The very first and this is an absolutely unique procedure completely unknown to our jurisprudence. A statutory power was conferred on an accused person to object to the Judge. If a case came up before a High Court in which some one was being prosecuted, he could get up and say, I object to the Judge.

He could object not merely to one Judge but as many as one-third of the Judges. The Peoples Party Government wanted to ensure that any Judge hearing the case whom they disapproved, would be excluded from the Ehtesab Cell. Now, this is something so extraordinary that upto one-third of the Judges of the High Court, it was left to them to decide, should that Judge sit and hear the case or not?

The second sir, and this is even more remarkable because doubts were expressed in relation to the prosecutor. Now, who is the prosecutor under the Peoples Party bill? It is a Special Committee. A committee consisting of whom? Four people from the Peoples Party, from the government or from the Opposition. He is very fair, he is very reasonable but the matter does not end there. At the top is the Speaker of the National Assembly. So, they had a majority but they were not satisfied with that. They went further. They said, suppose for any reason, the committee divided evenly and could not take a decision whether to prosecute or not to prosecute, what happens then? They came up with a very extraordinary situation. In such a case, the matter would be referred to the National Assembly and the National Assembly by a vote would decide whether to prosecute or not to prosecute. The decision which should have been a judicious or at least a quasi-judicious decision was conferred purely on to a political platform. They had the majority in the National Assembly, so the members of the National Assembly would get up and decide by a vote whom to prosecute and whom not to prosecute? Who is the author of this extraordinary document, sir? Senator Raza Rabbani. He is the gentleman who presented this bill. A total politicisation of what should be a fair judicial process and the honourable Senator objects to us what have we

done? We have said that the Chief Ehtesab Commissioner will be appointed in consultation with the Leader of the House, the Leader of the Opposition and the Chief Justice of Pakistan, which is the fair procedure. Is it that which the Peoples Party has recommended?

Mr. Chairman: Haji Gul Sher Sahib, please.

آپ کی آواز یہاں تک آرہی ہے وہ disturb ہو رہے ہیں۔

(interruption)

Mr. Khalid Anwar: Now, Sir, the matter did not stop there. They were satisfied with this that a purely political decision should be taken. Whom to prosecute, when to prosecute, how to prosecute? They believe in a policy of overgive. Even this and I thought, that this was a very extreme situation. They should have been pleased and happy that only their political opponents could be prosecuted but they did not stop this. They went one step further. The provision in the bill was that the Government would appoint special prosecutors. Now, the powers conferred on these special prosecutors are very very extraordinary. It says in the bill that the special prosecutor can over-rule the committee. So that Committee which consists of four members of the Government, four members of the Opposition can in all circumstances be over-ruled by a Special Prosecutor appointed by the Peoples Party government and these are the people who complain about the present bill. Sir, extraordinary situation, they forgotten what they had proposed and they are criticising us. We have left that Chief Ehtesab Commissioner whom the Caretaker Government appointed. We have left him intact, we have not touched his appointment, we have not touched his preferences. He is not appointed by us. He is completely

independent. He is completely impartial. Now the argument is merely because an Ehtesab Cell has been appointed. We have, therefore, rendered his powers entrusted. I would like to clarify that Code, the Senator read out a certain section of our law, it is worth considering. I will briefly refer to that Sir, this is Section 16 and the Section says, it deals with the question of arresting an accused person, who is to decide? Our law says, the Chief Ehtesab Commissioner shall have the power to direct that the accused shall be arrested and the case referred to the court for trial, not Senator Saif-ur-Rehman, not the Ehtesab Cell, the Chief Ehtesab Commissioner, now what could be said at it that unfortunately, Senator Saif-ur-Rehman is a popular target, why is he a popular target ? Because he is effectively persuing the Ehtesab procedure. When we took office, what we discovered was that the FIA which was a prize agency of the Peoples Party government and the FSF, that was also created by Mr. Zulfiqar Ali Bhutto, we know how the FSF was used and then the FIA was used and we know how Gen. Nasirullah Babar used the FIA. This was a body which was corrupt to the core, its main function was to operate for purposes of extortion and till, we found it a useless body and hence the need for the Ehtesab Cell. Now and this was a very interesting admission made by Senator Rabbani. He said that two days earlier he had complained in public that the Ehtesab Cell lacked any legal section. He said this is unfortunate, now it is very interesting, it was his criticism, his suggestion that the Ehtesab Cell should have a legal basis, a legal foundation. We took his legal advice, it was that so very law, his legal advice, his suggestion and now he is agrieved by this fact. Earlier, the Ehtesab Cell was a purely administrative body because the criticism was that it should be a legal body, we have given it that legal status, I don't think we have done anything wrong on that. Sir, I am

running out of time, I would like to very quickly run through certain other aspects of the law. One of the criticism made against that by reference to our bills, when the Muslim League was in the opposition, that under that bill, under that proposed law, the Wafaqi Mohtasib was to decide all questions relating to prosecution. Now the fact is that the Wafaqi Mohtasib is appointed exclusively within the discretion of the Government. The Government can appoint whoever is liked as the Wafaqi Mohtasib but the Chief Ehtesab Commissioner, under the revised law, is to be appointed in consultation with the Leader of the Opposition and the Chief Justice of Pakistan. Is it not a manifest improvement, why the grievance, why the objection. The next objection is sir, they said that Section 4 of the old bill, our bill provided that the public representative could only be prosecuted within a period of two years after he had ceased to hold office. And the contention was that in 1996 since Mian Sahib had ceased to be Prime Minister for more than two years, therefore, he could not be prosecuted. We have removed that part, we have removed that part. He should be happy. They should be pleased. Under our revised law it is certainly possible to prosecute any one irrespective of the period of time that is lapsed since he has ceased to hold office. Sir apart from this a further criticism was made is in relation to the power to make arrest, the power to grant bail. Now sir, the position is this, we all know it is a very fundamental and basic principle of our Criminal Procedure Code that the moment an offence is committed the police can and does arrest on the spot. One basic distinction between a criminal proceeding and the civil proceeding is that a criminal proceeding normally commences with an arrest, what is their objection, they say and this is a provision and, therefore, they say that no, do not arrest a corrupt politician until and unless the court has given a final verdict.

Their proposal is this that if a thief steals 100 rupees he can and ought to be arrested immediately but if a certain unnamed gentleman steals a billion dollars he should not be arrested. We should wait for three years four years or five years until the court gives a verdict. This is Awami justice, this is Awami Ehtesab, this is what they are recommending, this is what they are proposing to the nation sir. Then we follow another extraordinary difference, they say that our law seeks to curtail the powers of the superior judiciary. Now this is one of the most fantastic of criticism, their law provides that merely by a vote of 15% of the members of the National Assembly any judge of the Supreme Court or High Court could be sent on forced leave and they say we are trying to curtail powers of the judiciary. I am amazed at this criticism. Yet another fantastic interpretation which has been placed on the law is in relation to Section 14, Section 14 deals with the question of an Acting Chief Ehtesab Commissioner. Sir, about one month ago we had the problem that the Chief Ehtesab Commissioner was proceeding abroad for two weeks. We could not appoint an Acting Chief Ehtesab Commissioner because there was no provision in the Law so we have made a provision. Now the fantastic interpretation being placed on that section which is a routine section drafted in the normal course, is that now the government has a power to force him to go on leave. The government has no such power, it does not claim any such power, the language of the statute does not allow us to send the Chief Ehtesab Commissioner on forced leave. It is a totally false and unjustified gesture. Now sir, I am coming to the end of my submissions. One objection was, why are loan defaulters outside the pale of this law, that is a very good answer, that is a very simple answer, we have passed a law over their very strong and vehement objections for the loans recovery, the Banking Companies

Recovery of Loans Act of 1997, that law gives very far reaching and drastic powers for recovery of loans. It would be wholly unnecessary and superfluous to repeat those sections in this law. Sir, yet another objection related to the year 1985, the argument was this, they said why is it that is 1985, why not 1990. Now sir the law that my Ministry has prepared did mention the year 1985. This is the draft law which went to the committee. Why did I select 1985, for a very simple reason that the care takers had picked up the year 1985, I left that section intact. When it went to the committee, the members of the committee raised precisely the same argument which Senator Raza Rabbani did, they said, let us look at a past bill, let us be consistent, let us put them side by side, we looked at the past bill proposed by the Muslim League, it contained 1990. This was the committee suggested, it is incorporated in the law. Now sir, it is not the only possible date that may be clear on that, it is not the only possible date. One suggestion was it could be 1947, another suggestion was it could be 1971, so that the period of the first Peoples Party Government is comprehended. Another suggestion was it could be 1977, so that the Martial Law period from 77 to 85 is comprehended. The third suggestion was 1985, why 1985, because that is the period in which you have a restoration, but only a partial restoration of constitutional rights, because the 85's elections were partyless elections. Another possible date is 1988 when Mohtarma's first government takes office, that also possible from 1980 onward. The committee decided 1990, why? one reason has been given, the second reason is from 1990 upto now, one period of the Peoples Party Government is included, one period of the Muslim League Government is included. The committee said that is a fair and reasonable approach. We have in open mind, our allies are here, we are completely open mind, we are open to suggest, we not being dogmatic

about this, we do have a practical problem, the problem is this that the existing law expires tomorrow. Our allied appreciated our difficulties, we appreciate their generous gesture of support. We hope that we will be able to resolve all our differences within ourselves and I simply say in conclusion and this is one broad comment and I am not going to make any other broad comment on this point. We had a lot of speeches, we had a lot of speeches about the anxiety of the Peoples Party for Ehtesab. We can judge the sincerity of those speeches by one criterion. The Peoples Party government is the only government in the history of Pakistan, which has been condemned by the Supreme Court of Pakistan for corruption. Before the judgement of the Supreme Court, in the latest dissolution case, the law was clear, a government could not be dismissed, the National Assembly could not be dissolved on the ground of corruption alone. This is the judgement in relation to the first Peoples Party government, this is the view of the Supreme Court in relation to the Muslim League government, but in this second case of the Peoples Party government, this Court, the ambit of the corruption was so massive, it had transcended all national borders. "Transparency International", a Berlin based organisation declared that Pakistan is a second most corrupt country in the world. It was a sad day for the Islamic Republic. This is the massive corruption that they engaged in, many years ago on television we used to have a programme called "The Six Million Dollar Man", we now discovered, we had in our mid a "billion dollar man". We discovered that despite the fact that stories of revelations exposed about his corruption would appear in the press repeatedly, the government took more actions, he was the de facto Prime Minister of Pakistan. He is the man about whom they keep clamouring that he should be called to this august House, without him, this august House ought

not to function, according to them. How can these people be sincere when they talk of Ehtesab. They talk now that there should be no victimisation. They are the people who filed hundreds of cases against Mian Nawaz Sharif. Mian Nawaz Sharif has not filed a single case against Mohtarma Benazir Bhutto. Not a single case. Now, they talk about victimization, now they talk about fairness. What could be fairer than adopting an existing procedure and existing Chief Ehtesab Commissioner? What could be fairer than this? Sir, at the end of the day I gave, by way of illustration, one case and one case alone. This is that famous or unfamous or notorious 'Surrey Mansion'. Sir, the facts are known to all of us but I make one suggestion. The Sunday Express, a well known newspaper in England published a story that Mohtarma was the direct or indirect owner of the property. It was first stated on her behalf that she would file a suit for defamation against the newspaper. Then wiser counsel prevailed, she did not file the case. Today, I make an offer on the floor of the House to the Peoples Party. If today, they want to file a suit for defamation against the newspaper, we will fund that litigation. She will not have to spend a single pie. We will arrange for funds if she is innocent, she can go ahead. She can select the best lawyer in England and she can file a suit for defamation against the newspaper. She will get complete and total support. If they are sincere, if they are candid, if they want ehtesab, this is one possible way of clearing their necks. Sir, I am very grateful to you.

Mr. Chairman: Thank you. Raja Sahib what has to be done now? Anything of urgency which needs to be done tomorrow.

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, I think, there are two bills

which are to be sent to the committees. Those will be moved by Gohar Ayub Khan.

جناب چیئرمین۔ اور کوئی ایسی چیز تو نہیں، کوئی deadline تو نہیں آ رہی۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ نہیں، کوئی نہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی گوہر ایوب خان صاحب۔

Mr. Gohar Ayub Khan: Mr. Chairman sir, this is item No.6 on the agenda which I am going to move with your permission. I beg to move that the Bill to amend the Pakistan Standards and Quality Control Authority Act, 1996 [The Pakistan Standards and Quality Control Authority (Amendment) Bill, 1997] as passed by the National Assembly be taken into consideration.

Mr. Chairman: Somebody has to move for referring this Bill to the Standing Committee.

Mr. Sartaj Aziz: Sir, I beg to move that this Bill be referred to the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Sartaj Aziz under rule 111 that The Pakistan Standards and Quality Control Authority Act, 1996 [The Pakistan Standards and Quality Control Authority (Amendment) Bill, 1997], as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee concerned.

(The motion was carried).

Mr. Chairman: The Bill stands referred to the Standing Committee concerned. Six & 7 taken care of.

Mr. Gohar Ayub Khan: Now, item No.8, sir. We can send it to

the committee if you so like.

جناب چیئرمین - dispense with کی موٹن یہاں ہے - dispense with کرا کے
کمیشن کو بھیج دیتے ہیں - آپ move کریں۔

Mr. Gohar Ayub Khan: Sir, I beg to move that under rule 236 of the Rules of Procedure and the Conduct of Business in the Senate the requirement of rule 110 of the said rules in respect of the Bill further to amend the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Amendment) Bill, 1997] be dispensed with.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Gohar Ayub Khan Minister Incharge of Law, Justice, Human Rights and Parliamentary Affairs under rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 that the requirement of rule 110 of the said Rules in respect of the Bill further to Amend the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Amendment) Bill, 1997], be dispensed with.

(The motion was carried).

Mr. Chairman: The motion is adopted.

It has been moved by Mr. Gohar Ayub Khan, Minister incharge of Law, Justice, Human Rights and Parliamentary Affairs under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in Senate 1988 that the requirement of rule 110 of the said rules in respect of the Bill further to amend the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Amendment) Bill, 1997], be dispensed with.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted.

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین! آج اس کو پاس کرنا ہے۔ I am told, sir.

Mr. Chairman: Why? What is the urgency.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Mr. Chairman, we would like to say something on it.

جناب چیئرمین۔ یہ موشن پڑھ دیں پھر میں آپ کی طرف آتا ہوں جی گوہر ایوب صاحب یہ موشن پڑھ دیں۔ موشن نمبر 9۔

Mr. Gohar Ayub Khan: Mr. Chairman, I beg to move that the Bill further to amend the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Amendment) Bill, 1997], as passed by the National Assembly be taken into consideration.

جناب چیئرمین۔ جی جناب آفتاب شیخ صاحب - what you have to say on this
میں نے گوہر ایوب صاحب اس میں کیا urgency ہے جی what is the problem on this کیوں
آپ اس کو آج پاس کرنا چاہتے ہیں۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, it has been moved in relation to a judgement of the Lahore High Court which has persuaded the government to move this Bill. What is the urgency about it.

جناب چیئرمین۔ ہاں یہی میں پوچھنا چاہ رہا ہوں what is the urgency

Mr. Khalid Anwar: The important point in it sir, is that the Lahore High Court said that judges to these courts should not be appointed by the Government in its whole discretion. I think all of us would welcome this, sir.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, my submission is that there is no urgency involved in it.

جناب چیئرمین - ہاں اگر کوئی urgency نہیں ہے تو then why you are

rushing it

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, it will require a threadbare debate.

جناب چیئرمین: یعنی اگر کوئی urgency نہیں ہے تو then I think we should

follow the normal procedure. اس کو میرے خیال میں 'why don't you move' کہ اس کو

Standing Committee میں بھیج دیا جائے اگر کوئی urgency نہیں ہے تو۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, it is a very important Bill and the judgement has gone to the Supreme Court. It is pending in the Supreme Court.

Mr. Gohar Ayub Khan: Fine, sir, we can send it to the committee.

Sartaj Aziz will move, sir.

Mr. Chairman: Yes Sartaj Aziz Sahib.

Mr. Sartaj Aziz: Sir, I beg to move a modification of the motion moved under item 10 and rule 110 that under rule 111 this Bill be referred to the Standing Committee.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Sartaj Aziz that under rule 111 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Amendment) Bill, 1997], as passed by the National Assembly be referred to the Standing Committee concerned.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: This Bill stands referred to the Standing Committee concerned.

Mr. Gohar Ayub Khan: Sir, now we can move to item 11 and 13 and then there is only 15 and 16 that we required to be passed because the date is about 30th of June or so.

جناب چیئرمین - اچھا 11 and 13 can go to the Standing Committee

جناب گوہر ایوب خان - جی آئٹم 11 اور 13 -

جناب چیئرمین - چلیں جی آپ مو کر دیں -

Mr. Gohar Ayub Khan: Mr. Chairman, I beg to move that the Bill further to amend the Pakistan Rangers Ordinance, 1959 [The Pakistan Rangers (Amendment) Bill, 1997], as passed by the National Assembly be taken into consideration.

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, I beg to move under rule 111 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the Bill to amend the Pakistan Rangers Ordinance, 1959 [The Pakistan Rangers (Amendment) Bill, 1997], as passed by the National Assembly be referred to the Standing Committee concerned.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Sartaj Aziz that under rule 111 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the Bill to amend the Pakistan Rangers Ordinance, 1959 [The Pakistan Rangers (Amendment) Bill, 1997], as passed by the National Assembly be referred to the Standing Committee concerned.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The Bill stands referred to the Standing Committee concerned. Item No. 13 - Gohar Ayub Khan Sahib.

Mr. Gohar Ayub Khan: Mr. Chairman, I beg to move that the Bill to provide for the establishment of the Federal Judicial Academy [The Federal Judicial Academy Bill, 1997], as passed by the National Assembly be taken into consideration.

جناب چیئرمین۔ جی۔ اس کے لیے بھی آپ amendment move کر دیں۔

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman, I beg to move under Rule 111 that the Bill to amend the Pakistan Rangers Ordinance, 1959 [The Pakistan Rangers (Amendment) Bill, 1997], be referred to the Standing Committee concerned.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Sartaj Aziz, under Rule 111 that the Bill to amend the Pakistan Rangers Ordinance, 1959 [The Pakistan Rangers (Amendment) Bill, 1997], be referred to the Standing Committee concerned.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: The Bill stands referred to the Standing Committee.

Mr. Gohar Ayub Khan: Sir, I beg to move that the Bill to provide for the establishment of the Federal Judicial Academy [The Federal Judicial Academy Bill, 1997], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Sartaj Aziz: Sir, I beg to move that under Rule 111 the Bill for the establishment of the Federal Judicial Academy [The Federal Judicial Academy Bill, 1997], be referred to the Standing Committee concerned.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Sartaj Aziz under Rule 111 that the Bill for the establishment of the Federal Judicial Academy [The Federal Judicial Academy Bill, 1997], be referred to the Standing Committee concerned.

(The Motion was adopted)

Mr. Chairman: And the Bill stands referred to the Standing Committee concerned. Next Item.

Mr. Gohar Ayub Khan: Item No. 15. Sir, I beg to move that the Bill to set up a National University of Sciences and Technology at Islamabad [The National University of Sciences and Technology Bill, 1997] as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Gohar Ayub Khan, Minister Incharge of Science and Technology that the Bill to set up a National University of Sciences and Technology at Islamabad [The National University of Sciences and Technology Bill, 1997] as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The Motion was adopted)

Mr. Chairman: And the motion is adopted. I will take up the matter clause by clause. The question is that Clauses 2 to 27 do form part of the Bill

(The Motion was adopted)

Mr. Chairman: Clauses 2 to 27 do form part of the Bill.

The question is that Clause 1 which is Short Title and Commencement and the Preamble do form part of the Bill.

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: So, Clause 1 which is Short Title and Commencement and the Preamble do form part of the Bill. Next No.16.

Mr. Gohar Ayub Khan: Sir, I beg to move that the Bill to set up a National University of Sciences and Technology at Islamabad [The National University of Sciences and Technology Bill, 1997] be passed.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Gohar Ayub Khan, Minister Incharge of Science and Technology that the Bill to set up a National University of Sciences and Technology at Islamabad [The National University of Sciences and Technology Bill, 1997] be passed.

(The Motion was adopted)

Mr. Chairman: And the Bill stands passed.

آپ نے کچھ withdraw کرنی ہیں۔

Mr. Sartaj Aziz: Yes, Mr. Chairman, I beg to withdraw the following Bills as required by Rule 104 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988:-

1. The Banking Companies (Amendment) Bill, 1997.
2. The State Bank of Pakistan (Amendment) Bill, 1997.
3. The Banks (Nationalization) (Amendment) Bill, 1997.
4. The Central Depositories Bill, 1997.

May I say, Mr. Chairman, that these Bills were introduced both here and in the National Assembly, since it was possible that they could be taken up in either House. Since these Bills were passed in the National Assembly and then were brought here and passed in that context, the original Bills as introduced here are being withdrawn.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Sartaj Aziz , the Minister for Finance, Economic Affairs and Statistics under Rule 104 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 for leave to withdraw the following Bills, namely:-

1. The Banking Companies (Amendment) Bill, 1997.
2. The State Bank of Pakistan (Amendment) Bill, 1997.
3. The Banks (Nationalization) (Amendment) Bill, 1997.
4. The Central Depositories Bill, 1997.

All these Bills are being introduced in the Senate.

(The Motion was adopted)

Mr. Chairman: And the Bills introduced in the Senate stand withdrawn

اب کیا کرنا ہے 'Monday' کو اجلاس رکھنا ہے۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جی ہاں۔

جناب چیئرمین۔ Monday کو کیا کرنا ہے۔

Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: There are some Bills which have been passed by the National Assembly , they may be brought here.

Mr. Chairman: OK. Monday will be the Private Members' Day. So, the House is adjourned to meet again.....

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے تحریک استحقاق

move کی ہوئی تھی وہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ وہ مہربانی کر کے کسی وقت لائیں۔

جناب چیئرمین۔ جی آپ میرے دفتر میں آ جانا اس کے بعد آپ سے اس کے

بارے میں بات کروں گا۔

The House is adjourned to meet again on Monday at 5.00 PM.

*[The House was then adjourned to meet again at five of the clock in the evening on
Monday, June 2, 1997]*
